تنظیم اسلامی کا ترجمان

07

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

11 تا 17 رجب المرجب 1442ھ/23 فروری تا یکم مارچ 2021ء

خصوصی منصب، خصوصی تقاضے

اقامتِ دین کا کام درحقیقت ایک انقلابی جدوجہد (Revolutionary Struggle) کا متقاضی ہے۔ ایک قائم شدہ نظام کو بیخ وبُن سے اکھاڑ کر اس کی جگہ ایک صالح نظام کو قائم کرنے کے تقاضے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ یہ انقلاب صرف دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت سے نہیں آتا۔ اگرچہ اس میں بھی آغاز دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت ہی سے ہوگا اور اس میں تذکیر بھی ہوگی، تبشیر بھی اور انذار بھی ہوگا، لیکن اس کا ہدف یہ ہوگا کہ ان تمام کاموں کے نتیجہ میں ایک انقلابی جمعیت فراہم کی جائے، اسے منظم کیا جائے، اس کی تربیت کی جائے اور اس میں وہ تمام ضروری اوصاف پیدا کیے جائیں جو کسی انقلابی جماعت کے لیے لازم اور ناگزیر ہیں ---- اور جب اس جمعیت میں مطلوبہ نظم اور ڈسپلن پیدا ہوجائے تو پھر اسے نظامِ باطل سے ٹکرا دیا جائے۔ بقول علامہ اقبال ؎

بانشۂ درویشی در ساز و دمادم زن!
چوں پختہ شوی خود را بر سلطنتِ جم زن!

منہج انقلاب نبویؐ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

جنگی جنون
وحی جلی و وحی خفی
سکھ کسان تحریک اور ہندوتوا کا مستقبل
اسلام کا معاشی اور اقتصادی نظام
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
غلاموں کی بصیرت

عورت سرتاپا پردے کی چیز ہے

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورَةُ النُّور | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 31

وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ ۪ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اٰبَآئِہِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِہِنَّ اَوۡ نِسَآئِہِنَّ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾

آیت:۳۱ ﴿وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ﴾ ’’اور مؤمن عورتوں سے بھی کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں‘‘

﴿وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا﴾ ’’اور وہ اپنی زینت کا اظہار نہ کریں‘ سوائے اس کے جو اس میں سے از خود ظاہر ہو جائے‘‘

﴿وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ ۪﴾ ’’اور چاہیے کہ وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بُکّل مار لیا کریں‘‘

اپنے معمول کے لباس کے اوپر وہ اپنی اوڑھنیوں کو اس طرح لپیٹے رکھیں کہ ان کے گریبان اور سینے ڈھکے رہیں۔ خُمر جمع ہے‘ اس کا واحد خِمار ہے اور اس کے معنی اوڑھنی (دوپٹہ) کے ہیں۔ سورۃ الاحزاب‘ آیت ۵۹ میں خواتین کے لباس کے حوالے سے جَلابیب کا لفظ آیا ہے جس کی واحد جِلباب ہے۔ ہمارے ہاں ’’جلباب‘‘ کا مترادف لفظ چادر ہے۔ چنانچہ یوں سمجھئے کہ دوپٹہ اور چادر دونوں ہی عورت کے لباس کا لازمی حصہ ہیں۔ زمانہ قبل از اسلام میں عربوں کے ہاں چادر نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کے لباس کا بھی لازمی حصہ تھی۔ چادر مرد کی عزت کی علامت سمجھی جاتی تھی۔

﴿وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ﴾ ’’اور وہ نہ ظاہر کریں اپنی زینت کو‘‘

﴿اِلَّا لِبُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اٰبَآئِہِنَّ﴾ ’’(وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں کسی پر) سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپوں کے‘‘

باپ کے مفہوم میں چچا‘ ماموں‘ دادا اور نانا بھی شامل ہیں۔

﴿اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ﴾ ’’یا اپنے شوہروں کے باپوں کے‘ یا اپنے بیٹوں کے‘ یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے‘‘

یعنی شوہر کا وہ بیٹا جو اس کی دوسری بیوی سے ہے وہ بھی نامحرم نہیں ہے۔

﴿اَوۡ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِہِنَّ﴾ ’’یا اپنے بھائیوں کے‘ یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں (بھتیجوں) کے‘ یا اپنی بہنوں کے بیٹوں (بھانجوں) کے‘‘

﴿اَوۡ نِسَآئِہِنَّ﴾ ’’یا اپنی (جان پہچان کی) عورتوں کے‘‘

یعنی عام عورتیں بھی نامحرم تصور کی جائیں گی۔ البتہ اپنے میل جول اور جان پہچان کی عورتیں اس استثنائی فہرست میں شامل ہیں۔

﴿اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ﴾ ’’یا اُن کے جن کے مالک ہیں ان کے داہنے ہاتھ‘‘

یعنی غلام اور لونڈیاں۔ لیکن اکثر اہل سنت علماء کے نزدیک یہ حکم صرف لونڈیوں کے لیے ہے اور غلام اس میں شامل نہیں ہیں۔

﴿اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ﴾ ’’یا ایسے زیردست مردوں کے جو اس طرح کی غرض نہیں رکھتے‘‘

یعنی ایسے زیردست لوگ جو صرف خدمت گار ہوں اور اپنی عمر یا زیردستی و محکومی کی بنا پر خواتین خانہ کے متعلق کوئی بری نیت دل میں نہ لا سکیں۔

﴿اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۪﴾ ’’یا اُن لڑکوں کے جو عورتوں کے مخفی معاملات سے ابھی ناواقف ہیں‘‘

یعنی وہ نابالغ لڑکے جن میں عورتوں کے لیے فطری رغبت ابھی پیدا نہیں ہوئی۔ یہ ان محرم لوگوں کی فہرست ہے جن کے سامنے عورت بغیر حجاب کے آ سکتی ہے۔

﴿وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ ؕ﴾ ’’اور وہ اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں کہ ان کی اس زینت میں سے کچھ ظاہر ہو جائے جسے وہ چھپاتی ہیں۔‘‘

عورت کی چال ایسی نہ ہو جس کی وجہ سے چادر یا برقعے کے باوجود اس کے بناؤ سنگھار‘ زیورات وغیرہ میں سے کسی قسم کی زینت کے اظہار کا امکان ہو۔

﴿وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾﴾ ’’اور اے اہل ایمان! تم سب کے سب مل کر اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
11 تا 17 رجب المرجب 1442ھ جلد 30
23 فروری تا یکم مارچ 2021ء شمارہ 07
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
’’دارالاسلام‘‘ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادارِیہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگی جنون

امریکہ کی نئی حکومت ہمارے خطے اور عالمی معاملات کے حوالے سے کیا پالیسی اختیار کرنے جارہی ہے، اس حوالے سے ہم جو بائیڈن کی منتخب کردہ ٹیم کے چند افراد کا اگر تعارف کروادیں تو ہمارے لیے تبصرہ کرنا اور قارئین کے لیے سمجھنا آسان ہو جائے گا Anthony Blinken سیکرٹری آف سٹیٹ یعنی وزیر خارجہ کی حیثیت سے جو بائیڈن کابینہ میں شامل ہوئے ہیں وہ اوباما کے دور میں نائب وزیر خارجہ تھے اور جان کیری کو اس کے جنگی جنون میں سپورٹ کرتے تھے۔ وہ ریاست اسرائیل کے زبردست حامی ہیں۔ وہ WestExec Advisors نامی کمپنی کے فاؤنڈرز میں سے ہیں جو دنیا بھر میں اپنے کلائنٹس کو سیاسی مشورے دیتی ہے تاکہ وہ بڑے پیمانے کی سرمایہ کاری کرسکیں۔ Lloyd J. Austin III ڈیفنس سیکرٹری یعنی وزیر دفاع کی حیثیت سے نئی کابینہ میں شامل ہوئے ہیں۔ یہ سابق فور سٹار جرنیل ہیں اور انتہائی جنگجویانہ ایجنڈا رکھنے والی شخصیت ہے۔ سنٹرل کمانڈ کے سربراہ کی حیثیت سے اُنھوں نے شام میں ISIS کے ’’خلاف‘‘ لڑنے کے لیے باغیوں کو مسلح کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اُس نے افغانستان میں جنگی جرائم کے مرتکب امریکی فوجیوں کی عام معافی کی زبردست حمایت کی۔ وہ عراق پر حملہ کرنے، اُسے تہس نہس کرنے کے زبردست حامی تھے۔

جان کیری یوں تو اِس لیے کابینہ میں منتخب ہوا ہے کہ وہ موسمیاتی تبدیلیوں کے حوالے سے کام میں مرکزی کردار ادا کرے گا۔ لیکن حقیقت میں وہ بحیثیت مجموعی صدر کا معاون اور مشیر کا رول ادا کرے گا۔ وہ 2013ء میں امریکہ کا سیکرٹری آف سٹیٹ تھا۔ اُس نے دنیا بھر میں خون خرابے اور قتل و غارت گری پھیلانے میں اہم رول ادا کیا۔ کیری نے روس اور چین سمیت دوسری ریاستوں سے کشیدگی بڑھانے میں بھی اہم کردار ادا کیا اور شام میں فوجی مداخلت کا دائرہ بڑھایا۔ کیری یہ رائے رکھتا تھا کہ شام میں مداخلت نہ کرنا مداخلت کرنے سے زیادہ خطرناک ہے۔ بائیڈن انتظامیہ میں چُنے گئے کلیدی عہدیدار ایک خاص گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بائیڈن کے منتخب کردہ سیکرٹری سٹیٹ، سیکرٹری ڈیفنس، ڈائریکٹر نیشنل انٹیلی جنس، سیکرٹری ہوم لینڈ سکیورٹی اور خارجہ پالیسی ٹیم کے ممبران میں سے اکثریت کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ WestExec Advisors نامی ایک کمپنی سے ہے جو کہ ایک پالیسی ساز تھنک ٹینک سے بڑھ کر حیثیت رکھتی ہے۔ اس کمپنی کے کلائنٹس میں بلیک واٹر اور گوگل کے سربراہان شامل ہیں۔ مزید یہ کہ اس کمپنی میں تمام سرمایہ کاری بدنامِ زمانہ Raytheon نامی پرائیویٹ اکویٹی فنڈ کرتا ہے۔ ان اقدامات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست ہوگا کہ اینتھونی بلنکن ہو یا لائیڈ آسٹن، ایورل ہینز ہو یا مشیعل فلورنی تمام جنگی جنون رکھنے والے لوگوں کو کلیدی عہدوں پر بٹھادیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ چین نے امریکہ کو تجارت میں بُری طرح مات دی ہے۔ وار انڈسٹری کے علاوہ امریکہ کی تمام انڈسٹری لڑکھڑا رہی ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ ایک کاروباری تھا، وہ سمجھتا تھا کہ جنگیں امریکہ کی معیشت کو سنبھلنے نہیں دیں گی۔ کوئی بھی غیر جانبدار تجزیہ نگار ڈونلڈ ٹرمپ کے 4 سالہ دورِ حکومت کا جائزہ

لے تو معلوم ہوگا کہ اُس نے افغان طالبان سے امن معاہدہ کیا اور افغانستان سے امریکی افواج کے مکمل انخلاء پر امریکی اسٹیبلشمنٹ میں موجود شدت پسندوں کی زبردست مخالفت کے باوجود رضا مندی کا اظہار کیا۔ عراق سے فوج نکالنے کے لیے اقدامات کیے۔ شام کی جنگ سے لاتعلق ہونے کی کوشش کی یہ سب کچھ تو Military Industrial Complex کو ڈبو دینے والی کارروائیاں تھیں جو ناقابل برداشت تھیں۔

علاوہ ازیں اسرائیل جو امریکہ کے میڈیا، اُس کی تجارت اور سیاست میں اتنا گھس چکا ہے اور امریکہ کی داخلی اور خارجی پالیسی سازی میں اِس قدر اثر ورسوخ حاصل کر چکا ہے کہ امریکہ میں کوئی شخص صہیونیوں کی مرضی ومنشا کے بغیر اقتدارِ اعلیٰ حاصل نہیں کر سکتا اور اگر یہ بھی کہا جائے تو ہرگز مبالغہ نہیں ہو گا کہ دونوں بڑی جماعتوں یعنی ڈیموکریٹس اور ری پبلکن کا صدارتی اُمیدوار بھی نہیں بن سکتا اور شاید اسرائیل کی ریاست دنیا کی واحد ریاست ہے عالمی امن جس کے مفاد کے خلاف ہے۔ سیدھی سی بات ہے گریٹر اسرائیل کا ہدف حالتِ امن میں حاصل نہیں ہو سکتا اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ گریٹر اسرائیل کو اُنھوں نے زندگی اور موت کا مسئلہ بنایا ہوا ہے۔ لہٰذا ایسا صدر اور اُس کی ٹیم لانے کی ضرورت تھی جو جنگجویانہ ذہنیت اور رویہ جنون کی حد تک رکھتا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جو بائیڈن نے صدر اوباما کے دور میں نائب صدر کے طور پر 8 برس جو کچھ کیا وہ قتل وغارت گری اور خونریزی سے عبارت ہے۔ لہٰذا صدر جو بائیڈن نے اپنی جنگجو ٹیم کے مشورے سے جو پہلا اعلان کیا وہ ٹرمپ دور کے افغان طالبان سے طے شدہ امن معاہدے پر نظر ثانی کرنے کا تھا اور فوجی انخلا کو مشکوک بنا دیا۔

علاوہ ازیں عراق سے کچھ فوج نکال کر شام بھجوا دی کیونکہ عراق تو محض اس لیے تہس نہس کیا گیا تھا کہ وہ اسرائیل کے مقابل کھڑا ہونے کے قابل نہ رہے، یہ مقصد پورا ہو چکا ہے۔ اب وہاں مسلمان ایک دوسرے کا خون بہاتے رہیں امریکہ کی بلا سے۔ البتہ شام سے چونکہ ابھی روس کا اثر ورسوخ ختم نہیں کیا جا سکا تھا اور وہاں مختلف گروہ اپنے اپنے کنٹرول شدہ علاقوں میں settle ہوتے نظر آ رہے تھے لہٰذا یہ فوجی کمک شام میں جنگ کو مزید تیز کرنے کے لیے روانہ کی گئی ہے اور اسرائیل بھی بمباری کر رہا ہے اور خونریزی بڑھتی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں امریکی شہ پر کُرد بھی ترکی سے چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں، پھر یہ کہ چین اور بھارت کے مابین بھی کشیدگی کم نہیں ہوئی۔ امریکہ جنوبی چین سمندر (ساؤتھ چائینہ سی) میں جنگی بحری بیڑے روانہ کر کے کشیدگی میں مسلسل اضافہ کر رہا ہے۔ مختصراً یہ کہ دنیا کو پھر جنگ کی آگ میں جھونکنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ہماری رائے میں سب سے پہلے افغانستان میں آگ بھڑکائی جائے گی بلکہ وہاں تو ایک دوسرے پر حملوں میں بڑی تیزی آ چکی ہے۔ افغان امن معاہدے سے اشرف غنی کی کٹھ پتلی حکومت اور بھارت شدید اضطراب میں مبتلا تھے۔ اشرف غنی اِس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ امریکی افواج کے مکمل انخلاء کے بعد وہ کسی صورت افغان طالبان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور اُن کے اقتدار اور جان دونوں کو خطرہ لاحق ہو جائے گا اور بھارت اس لیے کہ اگر افغانستان میں افغان طالبان کی حکومت آ جاتی ہے تو وہ افغانستان میں بیٹھ کر پاکستان میں تخریب کاری اور دہشت گردی نہیں کروا سکے گا اور اُسے یہ بھی خطرہ لاحق ہے کہ افغان طالبان مقبوضہ کشمیر کا رُخ کر سکتے ہیں یا آئندہ کسی پاک بھارت جنگ میں پاکستان افغانستان کی سرزمین استعمال کر سکے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ افغان طالبان نے اگر اپنی سابقہ پالیسی جاری رکھی کہ سیاسی مذاکرات بھی جاری رہیں اور میدانِ جنگ بھی گرم رہے تو امریکہ پہلے سے بھی زیادہ نقصان اُٹھا کر افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہوگا۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ نائن الیون کے بعد افغانستان پر حملہ کرتے ہوئے پاکستان کو لپیٹ میں لینا بھی ایجنڈے میں شامل تھا جو بوجوہ نہ ہو سکا۔ پاکستان پر اگرچہ براہِ راست اور کھلم کھلا حملہ تو نہ کیا گیا لیکن پاکستان پر دہشت گردی کی جنگ مسلط کر دی گئی۔ جنگی جنون میں مبتلا جنگجو لوگوں کے امریکہ پر مسلط ہونے کی وجہ سے جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا تو اسرائیل جو شروع سے پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہا ہے، پاکستان کو لازماً ملوث کرے گا، چاہے افغانستان میں دوبارہ جنگ کا آغاز کر کے یا چین اور بھارت کے تصادم میں پاکستان کو ملوث کیا جائے گا۔ کیونکہ گریٹر اسرائیل کی راہ میں اب صرف پاکستان حائل ہے اور اسرائیل سمجھتا ہے کہ پاکستان اگر میدانِ جنگ سے باہر رہتا ہے تو اُسے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکے گی۔

پاکستان کے پاس اِس کے سوا کوئی آپشن نہیں کہ وہ جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے ساتھ اپنی نظریاتی سرحدوں کی بھی حفاظت کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان عسکری لحاظ سے اتنی قوت بن چکا ہے کہ کسی بھی دشمن کو دندان شکن جواب دے سکے۔ البتہ نظریاتی سطح پر ہم عملی لحاظ سے کمزور تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ صورتِ حال بڑی خوفناک ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لیے پاکستان کو اُس کی نظریاتی بنیاد پر تعمیر کرنا ناگزیر ہے۔ لہٰذا افغان طالبان کی طرح بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنا ہوگا۔ ہماری پہلی منزل انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلام کا نفاذ ہو گا تاکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل ہو اور ہم کافر قوم پر فتح حاصل کر سکیں۔ آمین!

وحی جلی و وحی خفی

(سورۃ النجم کی ابتدائی آیات کی روشنی میں)

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

سورۃ الطور کے مطالعہ کے بعد اب ہم سورۃ النجم کا مطالعہ شروع کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کے مطالعہ کے دوران کوشش کی جاتی ہے کہ ان میں جو راہنمائی ہمارے لیے ہے اس پر بھی کلام کیا جائے کیونکہ قرآن حکیم رہتی دنیا تک کے لیے ہدایت ہے۔ قرآن خود کہتا ہے کہ

﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ١٠﴾ (الانبیاء) ''(اے لوگو!) اب ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب نازل کر دی ہے' اس میں تمہارا ذکر ہے۔ تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟''

یعنی اس میں تمہارے لیے راہنمائی کا سامان ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ موجودہ حالات کے تناظر میں بھی ان آیات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ سورۃ النجم کا نزول آغاز وحی کے پانچویں برس بتایا جاتا ہے اور اسی سال ہجرت حبشہ کا معاملہ بھی پیش آیا تھا۔ اس کی ابتدا میں نبی اکرم ﷺ کی صداقت کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے مقرر کردہ پیغمبر ہیں اور جو کچھ بیان فرما رہے ہیں وہ آپ ﷺ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جبرائیل امینؑ کے ذریعے عطا ہوا۔ اس زمانے میں مشرکین کے ساتھ اہل ایمان کی جو کشمکش جاری تھی اس کا احوال ان مکی سورتوں میں ہم پڑھ چکے ہیں۔ سورۃ النجم میں بھی اسی حوالے سے تذکرہ آئے گا۔ اس سورت کا ایک خاص معاملہ یہ ہے کہ یہ نزول کے اعتبار سے پہلی سورت ہے جس کی ایک آیت پر سجدہ کرنا واجب ہوا۔ دوسری خاص بات یہ ہے کہ جب یہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ حرم میں تھے۔ آپ ﷺ نے وہاں سارے مجمع کے سامنے اس کی تلاوت فرمائی۔ جب اس کے آخر میں سجدہ والی آیت آئی تو سارے کے سارے مشرکین بھی بے اختیار سجدے میں چلے گئے سوائے امیہ بن خلف کے کہ جس نے مٹی اُٹھا کر اپنی پیشانی پر مل لی۔

آج ہم ان شاء اللہ اس سورۃ کی پہلی چار آیات کا مطالعہ کریں گے۔ فرمایا:

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ١﴾ ''قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرتا ہے۔''

یہاں یہ ایک خاص پہلو ہے جس کے تناظر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ قسم اٹھا کر حضور ﷺ کی عظمت و صداقت کو بیان فرما رہے ہیں۔ مفسرین نے اس کی مختلف تفسیریں کی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس زمانے میں دور دراز کے سمندری اور صحرائی سفر میں ستاروں کو دیکھ کر سمت کا تعین کیا جاتا تھا تاکہ سفر کے دوران مسافر بھٹک نہ جائیں۔ انہی ستاروں کی قسم اُٹھا کر اللہ فرماتا ہے:

مرتب: ابوابراہیم

﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ٢﴾ ''(اے لوگو!) تمہارے یہ ساتھی نہ تو بھٹکے ہیں اور نہ ہی بہکے ہیں۔''

مشرکین رسول اللہ ﷺ پر الزام تراشی کر رہے تھے، کبھی مجنون کہہ رہے تھے، کبھی جادوگر، کبھی ساعر، کبھی شاعر۔ اسی تناظر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن ستاروں کو دیکھ کر تم راستوں کا تعین کرتے ہوتا کہ بھٹک نہ جاؤ ان ستاروں کا نظام بھی اللہ نے متعین کیا ہے، وہ اپنی سمت سے نہ دائیں ہوتے ہیں نہ بائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ٤٠﴾ (یٰسین) ''اور یہ سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔''

اسی طرح رسول ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی متعین کیا ہے۔ یہ اللہ کے عطا کردہ قانون کو ہی بیان کر رہے ہیں، اللہ کے عطا کردہ احکام کو بیان کر رہے ہیں۔ اللہ کی عطا کردہ وحی کو تم تک پہنچا رہے ہیں۔ تم محمد رسول اللہ ﷺ کی بارے میں مجنون، جادوگر اور راہ سے ہٹے ہونے کا الزام لگاتے ہو۔ معاذ اللہ! حالانکہ ان کی چالیس سال کی زندگی روز روشن کی طرح بالکل واضح ہے۔ تم نے ان کو صادق کہا ہے، تم نے ان کو امین کہا ہے، تم نے اپنی امانتیں ان کے پاس رکھوائیں، تم نے اپنے فیصلے ان سے کروائے، تم نے حجرِ اسود نصب کرنے کا فیصلہ ان سے کروایا۔ ان کی زندگی ایسی نہیں ہے کہ تمہیں دکھائی نہ دیتی ہو۔ سورۃ یونس میں نبی اکرم ﷺ سے کہلوایا گیا:

﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ١٦﴾ (آیت) ''میں تمہارے درمیان ایک عمر گزار چکا ہوں اس سے پہلے۔ تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے!''

جس نے چالیس برس تک بندوں کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں دیانت کا، صداقت کا، امانت کا ثبوت پیش کیا ہو اور کسی ایک معاملے میں بھی نہ جھوٹ بولا ہو اور نہ بددیانتی کی ہو وہ اب اللہ کے بارے میں تمہارے سامنے جھوٹی بات کیوں بیان کرے گا۔

آج ہم نے بھی دعوت کا کام کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ یہ دین کی دعوت، تبلیغ، تبیین،

دین کی نشرو اشاعت ، دین کے نفاذ کی جدوجہد ختم نبوت کے بعد اب میری اور آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں سب سے اولین حقدار وہی لوگ ہیں جن میں ہم نے زندگی گزاری ہے، جن کے ساتھ رہتے ہیں، وہاں دعوت پہنچانے کی سب سے پہلے کوشش کی جائے۔ ایک شخص کفر میں ہے تو اسلام میں لانے کی دعوت دی جائے گی اور ایک شخص اسلام میں داخل ہے تو اسلام کے تقاضوں پر عمل کرنے اور پیروی کے راستے پر لانے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ قرآن اسی بات کو ایک اور انداز سے نمایاں کرتا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ﴾ (ابراہیم: 4) ''اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اُس کی قوم کی زبان ہی میں تاکہ وہ ان کے لیے (اللہ کے احکام) اچھی طرح واضح کردے۔''

یعنی اپنوں ہی میں سے کوئی اٹھے گا اور دعوت دے گا کیونکہ اس کے لیے لوگوں کے سامنے بات کو پیش کرنا آسان ہوگا لوگوں کے لیے اس کی بات کو سمجھنا بھی آسان ہوگا۔ یہی طریقہ کار ہمیں نبی اکرم ﷺ کے مبارک دور میں نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ شروع میں مکہ مکرمہ میں ہی رہے اور اپنوں کے درمیان ہی دعوت دی، اس کے بعد آپ ﷺ طائف گئے، پھر اللہ نے یثرب کی کھڑکی کھول دی اور وہ مدینۃ النبی بنا۔ لیکن اس کے بعد بھی آپ ﷺ کا زیادہ فوکس مکہ پر ہی رہا، وہاں جب اللہ کا دین غالب ہوا تو خلفائے راشدین کے دور میں وہ دین دیگر علاقوں میں بھی پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی الاقرب فالاقرب کے اصول پر دعوت دین کا کام کرنے کی توفیق دے کیونکہ دعوت کے اولین مستحق وہ ہیں جو سب سے زیادہ قریب ہیں۔ لیکن اس سے بھی پہلے خود اپنی ذات ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: 6) ''اے اہلِ ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے''

یہ دعوت، اصلاح اور عمل پر لانے کی کوشش مستقل عمل ہے اس کا آغاز خود اپنی ذات سے ہوگا اور الاقرب فالاقرب کی ترتیب سے اپنے قریبی لوگوں سے ہوتا ہوا آگے بڑھے گا۔ اگلی دو آیات میں حدیث وسنت رسول ﷺ کی اہمیت کا پہلو ہمارے سامنے آتا ہے۔ ارشاد ہوا:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳﴾ (النجم) ''اور یہ (جو کچھ کہہ رہے ہیں) اپنی خواہش نفس سے نہیں کہہ رہے ہیں۔'' ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴﴾ (النجم) ''یہ تو صرف وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔''

یہ دو آیات اس تعلق سے بڑی اہم ہیں کہ ان میں حضور ﷺ کی سنت و حدیث کا دین میں حجت (Athority) ہونا واضح کیا گیا ہے۔ مشرکین الزام تراشی کررہے تھے کہ یہ کلام انہوں نے خود گھڑلیا ہے یا کوئی آکے انہیں سکھاتا ہے وغیرہ۔ اس تناظر میں اللہ فرماتا ہے کہ یہ سارے جھوٹے اعتراضات ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ جو کچھ فرمارہے ہیں یہ اپنی خواہش سے نہیں فرمارہے بلکہ یہ وہ کچھ ہے جو آپ ﷺ پر وحی کیا جارہا ہے۔

ہمارے لیے اس میں جو ہدایت اور راہنمائی ہے اس کو مفسرین نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مختلف تفاسیر اور نبی اکرم ﷺ کی سنت پر لکھی گئی کتب میں اس مقام کی تفصیلات کو دیکھا جاسکتا ہے۔ مختصراً چند باتیں یہاں بیان کرنا موزوں ہوگا۔

پہلی بات یہ ہے کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ ہی نے حضور ﷺ کو عطا فرمایا جو جبرائیل امینؑ کے ذریعے آپ ﷺ تک پہنچایا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰي قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ: 97) ''تو (وہ یہ جان لے کہ) اُس نے تو نازل کیا ہے اس قرآن کو آپؐ کے دل پر اللہ کے حکم سے''

اس بارے میں امت کا عقیدہ یہ ہے کہ آج جو قرآن ہم پڑھ رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امینؑ کے ذریعے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا اور آپ ﷺ

پریس ریلیز 19 فروری 2021ء

فرانس میں فروغِ اسلام کے خلاف قانون مغرب کے دہرے معیار کا ثبوت ہے

شجاع الدین شیخ

فرانس میں فروغِ اسلام کے خلاف قانون مغرب کے دُہرے معیار کا ثبوت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ مذہبی آزادی اور مساوات کے نام نہاد علمبردار مغربی ممالک فروغِ اسلام کے خلاف قانون سازی کر کے اپنے قول وفعل میں تضاد کا واضح اظہار کر رہے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ فرانسیسی حکومت ایسی قانون سازی سیکولرازم کی آڑ میں کر رہی ہے جبکہ وہاں یہودیوں اور عیسائیوں کو مذہبی حوالے سے خصوصی رعایتیں دی جاتی ہیں اور مسلمانوں کے دینی جذبات کو دانستہ طور پر مجروح کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنانے کو آزادیٔ اظہار کا نام دینا اور ہولوکاسٹ پر بات کرنے کی اجازت بھی نہ دینا اُن کے منافقانہ طرزِ عمل اور خبثِ باطن کو ظاہر کرتا ہے۔ امتِ مسلمہ کی بدقسمتی ہے کہ ہمارا سیکولر اور لبرل طبقہ مغربی تہذیب کی اندھا دھند تقلید میں اسلامی معاشرت کے زریں اُصولوں اور اقدار سے انحراف کرتے ہوئے پاکستان میں ''عورت مارچ'' جیسی بے ہودہ تحریک کی پشت پناہی کرتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر پاکستان جیسے نظریاتی ملک جس کا نظریہ اور اساس ہی اِسلام ہے، اُس میں ''عورت مارچ'' جیسی خلافِ شریعت مہمات اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ حقیقی اسلامی نظام نہ صرف پاکستان کے استحکام بلکہ بقا کا بھی ضامن ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ مسلمانانِ پاکستان کی دُنیوی اور اُخروی فلاح کا انحصار صرف اور صرف، پاکستان کو حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کی زبان پر جاری فرمایا۔ صحابہ کرام ؓ نے اس کو حفظ بھی کیا اور پھر تحریر بھی کیا۔ اسی صورت میں یہ اُمت کو منتقل ہوا۔ یہاں رسول سے مراد دو رسول ہیں۔ فرشتوں میں سے پیغام لانے والے جبرائیل امین ؑ ہیں اور انسانوں تک اس کلام کو پہنچانے والے آخری رسول ﷺ ہیں۔ یعنی کلام الٰہی جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے محمد رسول اللہ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ کے ذریعے اُمت کو منتقل ہوا۔ وحی کی ایک صورت یہ ہے جس کو وحی جلی (بالکل واضح) بھی کہتے ہیں اور اس کو وحی متلو بھی کہتے ہیں۔ وحی متلو سے مراد یہ ہے کہ ہم اس کی نماز میں تلاوت کر سکتے ہیں۔ دوسری وحی خفی ہے جو احادیث رسول ﷺ کی صورت میں موجود ہے۔ یہ بھی قرآن کے مثل ہے۔ قرآن کو وحی متلو کہا جاتا ہے تو حدیث یا سنت کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔ یعنی اس کی تلاوت ہم نماز میں نہیں کرتے۔

یاد رکھیے! اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ایک فتنے کے بارے میں متنبہ فرمایا تھا۔ کچھ عرصہ پہلے پاکستان میں بھی اس فتنے نے سر اٹھایا تھا اور ہمارے اہل علم نے اس کا جواب بھی دیا۔ ماضی میں بھی یہ فتنے اٹھتے رہے لیکن اللہ کے نبی ﷺ نے اس سے اُمت کو پہلے سے ہی آگاہ کر رکھا ہے۔ ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! عنقریب ایک پیٹ بھرا شخص ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھ کر تمہیں کہے گا جو قرآن میں حلال ہے وہ بس حلال ہے، جو قرآن میں حرام ہے بس وہ حرام ہے۔ اس کے سوا کوئی حلال و حرام کا مسئلہ نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: جان لو مجھے قرآن بھی دیا گیا اور اس کے مثل بھی عطا ہوا ہے۔ یعنی جیسے قرآن کی وحی حضور ﷺ پر نازل ہوئی اسی طرح قرآن کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا ہے۔ اس کو عام الفاظ میں ہم لوگ سنت یا حدیث رسول ﷺ کہتے ہیں۔

آج سوشل میڈیا کے ذریعے اس فتنے نے بھی سر اُٹھایا ہوا ہے۔ اکثر لوگ مفت کا علامہ، مفت کا مفتی اور نہ جانے کیا بنے بیٹھے ہیں اور دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اسی فتنے کے یہ الفاظ بھی سننے میں آتے ہیں کہ حدیث تو ایک debatable چیز ہے، اس میں بڑے شکوک ہیں، بس قرآن ہمارے لیے کافی ہے حدیث کی کیا ضرورت ہے۔ معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ۔ یہ وہ آدمی کہتا ہے جس کو شاید حدیث کا اردو میں مطلب بھی معلوم نہ ہو۔ ہم کراچی کی یونیورسٹیز اور کالجز میں جا کر پڑھاتے رہے ہیں۔ وہاں ہمیں یہ تجربہ ہوا کہ بڑے بڑے پروفیسر یہ باتیں کہہ رہے ہیں کہ قرآن کی تشریح کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر بے باکانہ انداز میں کہا جاتا ہے کہ کیا قرآن محتاج ہے کہ اس کی کوئی تشریح کی ضرورت ہو؟ تنظیم اسلامی کے سابق امیر، ہمارے استاد حافظ عاکف سعید نے ان جملوں کا بڑا پیارا جواب دیا کہ ہم محتاج ہیں، ہمیں اس کی تشریح کی ضرورت ہے اور وہ تشریح بھی صاحب قرآن محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے امت کو منتقل ہوئی۔

موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو جب مصر سے ہجرت کرا دی گئی تو اس کے بعد تورات عطا ہوئی۔ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں کتنی مرتبہ گئے؟ کتنی مرتبہ اس سے مکالمہ ہوا؟ کتنی مرتبہ بنی اسرائیل کے سامنے موسیٰ علیہ السلام نے ہدایات رکھیں؟ تورات تو اس کے بعد نازل ہوئی۔ کیا اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی طرف سے کوئی کلام نازل نہیں ہوا؟ ہم تو قرآن میں بار بار پڑھتے آ رہے ہیں کہ اللہ ان سے کلام فرما رہا ہے، معجزات عطا فرما رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول پر کتاب کے علاوہ بھی وحی آتی ہے۔

کچھ حضرات کے ذہن میں تحویل قبلہ کا واقعہ موجود ہو گا۔ مسلمان پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد بیت اللہ شریف کو قبلہ مقرر کیا گیا۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ وہ پہلا قبلہ بھی ہم نے ہی مقرر کیا تھا۔ اللہ سورۃ البقرۃ میں دوسرے پارے کے آغاز میں کنفرم کرتا ہے۔ ظاہر ہے قبلۂ اوّل کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم اللہ کے رسول ﷺ نے ہی دیا تھا۔ قرآن میں تو اس حوالے سے کوئی حکم نہیں ہے۔ لیکن قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ حکم دیا تھا۔ ظاہر ہے یہ حکم وحی خفی کی صورت میں دیا گیا تھا۔ ایسے بہت سے مقامات ہم پہلے پڑھ چکے ہیں اور آئندہ بھی پڑھیں گے جو یہ بتاتے ہیں کہ قرآن کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی تھی۔

یہاں مزید دو باتیں مدنظر رہنی چاہئیں۔ ایک یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ پر قرآن کا نزول ہوا اور اس کے جن الفاظ کی ہم تلاوت کرتے ہیں' اُمت کا عقیدہ ہے کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو اللہ نے حضور ﷺ کو عطا فرمائے۔ اب قرآن کے علاوہ جو وحی حضور ﷺ پر آتی تھی اور ہزاروں مرتبہ جبرائیل علیہ السلام آئے۔ اسلاف میں سے بعض حضرات نے تو لکھا کہ کوئی پچاس ہزار مرتبہ جبرائیل حضور ﷺ کے پاس آئے ہوں گے۔ بار بار جبرائیل کا آنا فقط قرآن کے لیے نہیں تھا اور ہدایات کے لیے بھی تھا اور راہنمائی کے لیے بھی تھا۔ اس کے دلائل اپنی جگہ موجود ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے علاوہ بھی اللہ کے رسول ﷺ پر وحی آتی تھی جس کو ہم عام زبان میں سنت و حدیث رسول ﷺ کہتے ہیں۔ وہاں مفہوم وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عطا فرمایا۔ البتہ الفاظ حضور ﷺ کے ہوتے ہیں۔ جبکہ قرآن کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

دوسری بات یہ جان لیجیے کہ ایک ہوتا ہے حضور ﷺ کا قول، ایک ہوتا ہے حضور ﷺ کا عمل اور ایک ہے تقریر۔ تقریر سے مراد ہے برقرار رکھنا۔ حضور ﷺ کے سامنے کوئی کام ہوا اور حضور ﷺ نے خاموشی اختیار کی، اس پر روکا نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس کام کو حضور ﷺ کی سند حاصل ہو گئی، حضور ﷺ کی اجازت حاصل ہو گئی کیونکہ اگر وہ کام غلط ہوتا تو آپ ﷺ خاموش نہ رہتے بلکہ روک دیتے، ٹوک دیتے۔ اس کو کہتے ہیں تقریر۔ لہٰذا حضور ﷺ کا قول، حضور ﷺ کا عمل اور حضور ﷺ کی تقریر یہ تمام چیزیں سنت رسول ﷺ میں شامل ہیں۔ اس ضمن میں ایک حدیث بہت اہم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ حضور ﷺ کی ہر بات لکھا کرتے تھے۔ کسی نے اعتراض کیا کہ تم حضور ﷺ کی ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ حضور ﷺ کی کیفیت کبھی خوشی والی ہوتی ہے، کبھی غصہ والی ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ بات حضور ﷺ کے سامنے بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! لکھو۔ اس زبان سے حق کے سوا کچھ جاری نہیں ہوگا۔

لہٰذا ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ہر عمل اور ہر قول اللہ کی طرف سے تھا۔ جب تک ہمارا یہ یقین حضور ﷺ کی ذات پر نہ ہوگا تو جب جب ادھر ادھر کی ہوائیں چلیں گی تو لوگ مرعوب ہو کر حدیث و سنت کے بارے میں خلجان یا انتشار کا شکار ہوں گے اور پھر گمراہی کا معاملہ وہاں تک پہنچے گا جس کا انجام سوائے دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی کے کچھ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی سنت پر قائم رہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha1@yahoo.com

12

حضورِ حق ـ 3 ـ (IV)

نخواہم ایں جہان و آں جہاں را
مرا ایں بس کہ دانم رمز جاں را
سجودے دہ کہ از سوز و سرورش
بوجد آرم زمین و آسماں را

ترجمہ اے اللہ! ہمیں (مسلمانوں اور مسلمان امت کو) صرف عظمت رفتہ، حکومت نہیں چاہیے اور نہ صرف آخرت چاہیے۔ اے میرے الٰہ! مجھے حقیقت خودی اور خودشناسی کے ساتھ خدا شناسی کا جذبہ چاہیے (جس سے دنیا اور آخرت دونوں مل جائیں گی) اے اللہ! ایمان اور بیدار خودی اور زندہ ضمیر کے ساتھ ایسے سجدوں والی نمازیں اور اس کے شایاں کردار چاہیے ان نمازوں کے سوز وسرور سے مسلمان بدلیں ان کی سوچ بدلے گی اس سے عالمی سطح پر اسلام کے غلبے کی سبیل پیدا کر دیں گے ہم 'زمین و آسمان' بدل دیں گے۔

تشریح اے میرے الٰہ! ہم غلام قوم کے مسلمان لوگ صرف عظیم دنیاوی حکومتوں (ہند، جسے سونے کی چڑیا کہتے تھے اور خلافت عثمانی، جس حکومت میں تین براعظم شامل تھے، ایشیا کا بڑا حصہ، یورپ کا 2/3 حصہ اور افریقہ کُل کا کُل، مراکش سے لے کر راس امید تک ہر آباد اور بے آباد علاقہ سولھویں صدی میں مسلمانوں کے زیرنگیں تھا) کی بازیافت نہیں چاہتے اور نہ بے جان نمازوں اور چند رسومات وظاہری عبادات سے جنت کا داخلہ مانگتے ہیں بلکہ ہمیں ایمان حقیقی کی شان کے ساتھ توحید، رسالت، قرآن مجید (ختم رسالت وآخری وحی) پر حق الیقین کے ساتھ اس کے نفاذ کے لیے عصر حاضر میں حاکمیتِ غیر اللہ کی نفی کر کے، جمہوریت کی نفی کر کے تجھے حاکم اعلیٰ اور خلافت آدم کے تصور کے تحت خلاف ارضی کا نظام چاہتے ہیں جو تیری مشیت میں ہے (اور حضرت محمد ﷺ کی فرامین میں آیا ہے کہ) یہ نظام اب آئے گا تو عالمی سطح پر پھیل جائے گا۔ ایسا ایمان چاہتے ہیں کہ اس نظامِ خلافت کے قیام کے لیے قربانیاں دلا سکے، ایسے سجدے چاہتے ہیں کہ جن کے سوز وسرور سے انسانیت اپنے بھولے سبق توحید کی طرف آجائے ابلیسیت اور شیطانی نظریات افکار کو سمندر برد کر کے اسلام کے سایۂ عاطفت میں آجائے اور یوں زمین اور آسمان بدل کر رہ جائے۔ آمین

حضورِ حق ـ 3 ـ (V)

چہ می خواہی ازیں مردِ تن آسائے
بہر بادے کہ آمد رفتم از جائے
سحر جاوید را در سجدہ دیدم
بہ صبحش چہرۂ شامم بیارائے

ترجمہ اے اللہ، ہم مسلمانوں کو اس غلامی سے نجات دلانے اور نکالنے کے لیے آپ مجھ (ایک تن آسان مسلمان) سے کیا توقع رکھتے ہیں ان میں جسمانی طاقت بھی نہیں اور خودی وخود شناسی بھی خال خال نظر آتی ہے سب دنیاوی آسائشوں اور مغربی طرز حیات پر مطمئن بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی حالات ٹھیک کر دے گا۔ اس قوم (مسلمان) کی حالت یہ ہے کہ تیز ہوا کے جھونکے سے اس کے پاؤں زمین سے اکھڑ جاتے ہیں۔ بڑی عمر کے لوگوں میں امنگ وشوق آزادی نظر نہیں آتا ویسے بھی وہ جانے والی ہے۔ مگر کل سحر کے وقت میں نے اپنے جاوید کو سجدہ کی حالت میں دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کیا اور دعا کی کہ اے اللہ! اس کی صبح کے اس اچھے آغاز کو میرے بڑھاپے (شام کا چہرہ) کے لیے باعث فخر بنا دے۔ (یہاں علامہ اقبال نے مثال سے قوم کی نوجوان نسل کے اچھے باضمیر باعمل خودشناس اور بیدار خودی کے مالک افراد سے توقعات وابستہ کی ہیں)

تشریح علامہ اقبال جانتے ہیں کہ قوم میں جذبوں سے سرشار لوگ کم ہیں اور پچھلی نسل کے لوگ زندگی کے اس حصے میں ہیں کہ ان سے کسی عملی جدوجہد کا تقاضا خلافِ عقل ہے لیکن اپنے بیٹے کی مثال دے کر اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ مجھے اپنی قوم کے نوجوانوں سے بہت سی حسین اور دلربا توقعات وابستہ ہیں میرے بیٹے کے سجدۂ سحر نے مجھے امید دلائی ہے اور دل جذبات سے لبریز کر دیا ہے کہ اگر نئی نسل اس طرح کی ہو جائے جس نے نصف صدی آگے کام کرنا ہے تو اس قوم کا مستقبل سنور سکتا ہے۔ اپنی نظم میں فرماتے ہیں ؎ دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی دارو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا۔ علامہ فرماتے ہیں کہ آج کا نوجوان دینی تقاضوں سے لاعلم ہے اُسے کسی بڑے عالم دین، سیاستدان، پیر، رہنما اور مصلح نے بتائے ہی نہیں اور اگر بتائے ہیں تو ہمارے رہنماؤں کی زندگیاں ان کے دعوؤں کے خلاف ہوتی ہے عوام کو سادگی، کفایت شعاری اور عام معیار کے ساتھ زندگی گزارنے کا مشورہ دے رہے ہوتے ہیں جبکہ خود آج بھی اکثر مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کا رہن سہن (لائف سٹائل) اوسط مسلمان کی زندگی سے بہت اوپر ہوتا ہے جب وہ رشک کی نگاہ سے دیکھتا تو اس کا جذبہ عمل سرد پڑ جاتا ہے۔ قول وفعل کا یہ تضاد ہماری نوجوان نسل کی گمراہی اور دین سے دوری کا سبب ہے اگر ہمارے معاشرے کے دینی سیاسی رہنما سادہ زندگی گزاریں تو قوم کا جذبہ عمل بہت بلند ہو سکتا ہے۔ گویا ؎ ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن۔ علامہ امت کی نسل نو سے بہت توقعات رکھتے تھے۔ کاش! مسلمان نوجوان ایسے ہی اچھے بن جائیں۔ آمین

تاریخ کا سبق یہ ہے کہ ہندو اپنی متعصب ذہنیت کی وجہ سے کبھی بھی ہندوستان کو متحد نہیں رکھ سکا۔ جب بھی ہندو حکمران بنا ہندوستان ٹوٹ کر بکھر گیا اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا: ایوب بیگ مرزا

عالمی ڈیپ سٹیٹ کے ادارے مودی سرکار کو کسان تحریک کے خلاف سپورٹ کر رہے ہیں کیونکہ دجالی تہذیب کا ایجنڈا بھی یہی ہے کہ عالمی سطح پر فوڈ پر کنٹرول حاصل کیا جائے: رضاء الحق

کسان سکھ تحریک اور ہندوتوا کا مستقبل کے موضوعات پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: دہلی میں احتجاج کرنے والے سکھ کسانوں کے نزدیک تین متنازعہ قوانین کون سے ہیں؟

رضاء الحق: اصل میں یہ تین بلز ہیں جن کو فارم ایکٹ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ بلز 17 ستمبر 2020ء کو لوک سبھا میں پاس ہوئے۔ اس کے بعد راجیہ سبھا میں یہ 20 ستمبر کو پاس ہوئے۔ پھر بھارت کے صدر نے 27 ستمبر کو ان پر دستخط کر کے ان کو باقاعدہ قانون کی شکل دے دی۔ اس کے پس منظر میں دیکھیں تو 2017 میں مودی حکومت نے فارمنگ ریفارمز کا ماڈل پیش کیا تھا جس پر بہت ساری بھارتی ریاستوں نے اظہار تشویش کیا تھا کہ ان نئے قوانین سے ریاست کے چھوٹے کسان کا بہت زیادہ نقصان ہوگا۔ 2018ء اور 2019ء میں اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا۔ وہاں سے بھی ان بلز کو جلدی سے پاس کروایا گیا۔ اس پر بھارت کی 10 مرکزی ٹریڈ یونینز اور 18 اپوزیشن جماعتوں نے اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا اور صدر سے کہا کہ وہ اس پر دستخط نہ کرے۔ لیکن اس نے دستخط کر کے اس کو پاس کر دیا۔ اس سے پہلے 25 ستمبر کو بھارت بند کے نام سے وہاں احتجاج کا آغاز ہو چکا تھا۔ لیکن اس احتجاج نے momentum کی شکل 26 نومبر کو اختیار کی اس دن سے آج تک یہ معاملہ چل رہا ہے۔ وہ تین قوانین یہ ہیں:

1. The Farmers' Produce Trade and Commerce (Promotion and Facilitation) Act, 2020

2. Farmers (Empowerment and Protection) Agreement on Price Assurance and Farm Services Act,2020

3. Essential Commodities (Amendment) Act, 2020

اگر کوئی بل یا قانون خلوص اور اچھی نیت کے ساتھ بنایا جائے تو اس کی زبان جیسی بھی ہو اس پر عمل درآمد بھی ویسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن اگر قانون بری نیت سے بنایا جائے تو الفاظ چاہے جتنے بھی اچھے ہوں لیکن برائی ظاہر ہو کر رہتی ہے جیسا کہ کسانوں کے احتجاج سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ تینوں قوانین بری نیت سے بنائے گئے تھے، ایسے قوانین میں ابہام بہت نظر آئے۔ حقیقت میں ان کے اندر ایسی چیزیں رکھی گئی ہیں جن کی تفصیل میں جب ہم جاتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ ان کے نفاذ میں چھوٹے کسانوں کے لیے نقصان ہی نقصان ہے۔ یہاں ہم ان قوانین کا تجزیہ کر لیتے ہیں۔

پہلا ایکٹ: کہ کسان جو پیداوار بناتے ہیں اس کو کس طرح تجارت میں facilitate اور پروموٹ کیا جائے گا لیکن اس کے اندر جو چیزیں لکھی گئی ہیں وہ اس کے برعکس ہیں۔ پہلے ایگریکلچر پروڈیوس مارکیٹ کمیٹی (APMC) کا ایک تصور تھا۔ یعنی ایک کمیٹی ہوتی تھی جو اشیائے پیداوار کی قیمتیں طے کرتی تھی اس سے چھوٹے کسانوں کو فائدہ ہوتا تھا کیونکہ اس سے وہاں کی مخصوص ریاست یا علاقے کے اندر عمل درآمد زیادہ ہوتا تھا۔ لیکن اس بل میں کہا گیا کہ اب کسی علاقے کی پروڈکشن، ایگریگیشن اور کولیکشن وغیرہ کا دائرہ کار صرف اس علاقے تک محدود نہیں ہوگا بلکہ یہ کام کسی اور علاقے سے بھی کیا جا سکے گا۔ پھر دوسری بات یہ کی گئی کہ زرعی پیداوار کی ٹریڈنگ کو براہ راست الیکٹرانک کامرس اور ای ٹریڈنگ سے منسلک کر دیا جائے گا۔ اب ای کامرس اور ای ٹریڈنگ سے چھوٹے کسان کو فائدہ تو نہیں ہونا۔ اس سے فائدہ صرف اس کو ہوگا جو بہت بڑے پیمانے پر کام کر رہا ہو۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ بل بڑے ہول سیلر اور بڑے لوگوں کو فائدہ دے گا۔

دوسرا ایکٹ: کہ کسانوں کو طاقتور بنانا اور ان کی حفاظت کرنا، بالخصوص ان کو پرائس اچھی دینا۔ لیکن اس میں ایک قابل اعتراض شق ہے جس کی وجہ سے احتجاج شروع ہوا اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ یہ تھی کہ ایک ایسا لیگل فریم ورک بنایا جائے گا جس میں کسان باہر کی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیز اور کارپوریٹ لیول کے لوگوں کے ساتھ ایک Prearranged معاہدہ کر سکے گا۔ اس شق کے ذریعے وہ MSP کے خلاف جا رہے ہیں کیونکہ MSP (مینیمم سپورٹ پرائس) کمیٹی کسانوں کو منڈی کی گارنٹی دیتی تھی کہ زرعی پیداوار کی کم سے کم قیمت اتنی ہوگی۔ اب وہ گارنٹی بھی ختم ہو جائے گی اور ان بڑی کمپنیوں (جیسا کہ امبانی اور ایڈانی گروپس) نے تقریباً 400 ویئر ہاؤسز پہلے سے ہی بنا لیے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے اس سے ان بڑے گروپس کی اجارہ داری قائم ہو جائے گی اور پھر ہوگا یہ کہ پورے انڈیا میں کارپوریٹ مافیاز وجود میں آ جائیں گے۔

تیسرا ایکٹ (Essential Commodities (Amendment) Act, 2020) بھی بہت اہم

ہے جس کے ذریعے چھوٹے کسان اور صارف پر ایک بہت بڑا کلہاڑا مارا گیا ہے۔ یعنی زرعی پیداوار کی ایسی چیزیں جو عام انسان کے لیے ضروریاتِ زندگی کی حیثیت رکھتی ہیں جیسے گندم، چاول، مکئی، آلو، پیاز، آئل وغیرہ اور وہ بیج جن سے مختلف قسم کے تیل بنائے جاتے ہیں یہ سب وہ چیزیں ہیں جو پہلے چھوٹے کسان سمیت ہر کوئی پیدا کر سکتا تھا۔ مغرب میں تو اس کا تصور پہلے ہی ختم کر دیا گیا۔ اب یہاں بھی اس قانون کے تحت ضروریاتِ زندگی کی ان بنیادی اشیاء کو بڑی کمپنیوں کے کنٹرول میں دے دیا گیا ہے۔ پھر ان اشیاء کو انہوں نے essential commodities کی تعریف سے جب نکالا ہے تو ساتھ سٹاک پائلنگ کی limit کو ختم کر دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اب جو بھی چاہے ان ضروریاتِ زندگی کی ذخیرہ اندوزی کر سکتا ہے۔ بڑے بڑے کارپوریٹ لیول کے لوگ اس میں ملوث ہوں گے اور چھوٹا کسان ختم ہونا شروع ہو جائے گا۔

سوال: بھارت میں کسانوں کے احتجاج کے جواب میں مودی حکومت کا رویہ کتنا مناسب ہے؟

ایوب بیگ مرزا: مودی جس نقطہ نظر کے تحت حکمران بنا وہ ہندوتوا کی عکاسی کرتا ہے۔ ہندوتوا کا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ ہندوستان ہندوؤں کے لیے ہے۔ یعنی دوسرے لوگوں سے اعلان برأت کیا جا رہا ہے۔ اس نظریہ کو سامنے رکھیں تو ڈیل کرنے کا شروع میں انداز یہی ہوتا ہے کہ ہم ایسے لوگوں سے ڈیل کر رہے ہیں جن کا ہندوستان سے بنیادی تعلق نہیں ہے کیوں اگرچہ یہ واضح طور پر کسانوں کا احتجاج ہے لیکن اسے سکھوں کا احتجاج بنایا جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بھارتی پنجاب خاص طور پر ہریانہ میں زیادہ آبادی سکھوں کی ہے اور سکھ ہی وہاں کسان ہیں تو ظاہر ہے کہ احتجاج بھی سکھوں نے ہی کرنا ہے لیکن حکومت اسے کسانوں کا احتجاج ظاہر کرنے کی بجائے اسے سکھوں کا احتجاج قرار دے رہی ہے اور اس بنیاد پر ایسے اقدامات کر رہی ہے جس کا واضح مقصد غیر ہندوؤں کو دیوار کے ساتھ لگانا ظاہر ہوتا ہے۔ پھر اس کسان تحریک کو کچلنے کے لیے بھارتی حکومت غیر سیاسی قسم کے ہتھکنڈے بھی استعمال کر رہی ہے۔ مثلاً دہلی میں لال قلعہ پر جھنڈا لہرایا گیا تو سکھوں نے اس سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ کسانوں میں اشتعال پیدا کر کے ان کی تحریک کو دہشت گردی اور بغاوت کا رنگ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہندوتوا کا سکھوں کے حوالے سے شروع سے ہی یہ نظریہ ہے کہ یہ غیر ہندو ہیں لہٰذا وہ ہندوؤں کو کسی صورت قبول نہیں ہیں۔ مودی وہی کر رہا ہے جو ہندوتوا کی خواہش ہے۔ پھر ہندوستان کا ''گودی میڈیا'' اس کسان تحریک کو خالصتان تحریک کا رنگ دے رہا ہے۔ حالانکہ کسان نے ابھی تک اپنے معاشی مسائل کی کوئی بات نہیں کی، ان کا شروع سے ایک ہی موقف ہے کہ ان قوانین کو ختم کیا جائے۔ انہوں نے مذاکرات کے تمام 10 راؤنڈز میں یہی بات کی ہے۔ اگرچہ مودی سرکار نے بہت سی رعایتیں دینے کی کوشش کی ہے جن میں ایک یہ کہ ہم ڈیڑھ سال کے لیے ان قوانین کو التوا میں ڈال دیتے ہیں۔ لیکن سکھوں نے سوچا کہ جو آج ہمارے لیے زہر قاتل ہے وہ کل بھی ہوگا اور ایسی تحریکیں روز روز تو نہیں

> گلوبلائزیشن اور کیپیٹلزازم کے جس ایجنڈے کو پوری دنیا پر مسلط کیا جا رہا ہے اس کا فائدہ دنیا کے بڑے سرمایہ داروں کو ہی ہوگا اور چھوٹے کسانوں اور چھوٹے کاروباری لوگوں کی اس نظام میں کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

شروع کی جا سکتیں۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہوتا بلکہ یہ بڑی محنت، مشقت اور بڑی جانی و مالی قربانیوں کے بعد سرانجام پاتا ہے۔ اس احتجاج کو تقریباً تین ماہ ہونے کو ہیں، شدید سردی میں بھی لوگ ڈٹے رہے۔ اب سکھ اس تحریک کو اس نظر سے دیکھ رہے ہیں کہ اگر ہم نے ان قوانین کو تسلیم کر لیا تو ہمیں معاشی موت تو آنی ہی ہے، پھر جب یہ سب کچھ سرمایہ داروں کے ہاتھ میں چلا گیا تو وہ سرمایہ دار سکھوں کا کیا حشر کریں گے۔ حالانکہ کسان ہندوتوا کی تنگ نظری کی وجہ سے پہلے ہی معاشی طور پر بہت جکڑے ہوئے ہیں۔

سوال: مودی حکومت کی یہ پیشکش کہ ہم ان قوانین کو ڈیڑھ سال کے لیے ختم کر دیتے ہیں اور مل بیٹھ کر کوئی حل نکال لیتے ہیں۔ کیا حکومت کی پیشکش مثبت نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جب بھارتی حکومت نے یہ آفر کی تھی تو کسانوں نے اپنی جگہ مشاورت کی۔ اس میں ایک رائے یہ تھی کہ اس آفر کو قبول کر لینا چاہیے۔ دوسری رائے اس کے برعکس تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اجتماعیت کی بہت بڑی جیت ہے کہ جب اس آفر کو قبول نہ کرنے کا فیصلہ ہوا تو سب نے اس فیصلہ پر رضامندی کا اظہار کیا اور اپنے احتجاج کو جاری رکھا۔ ہندوستان میں ہر التوا بالآخر خاتمے کی طرف جاتا ہے، جیسے کشمیر کے معاملے میں ہوتا رہا ہے۔ سکھوں نے بھی اس کا یہ مطلب لیا کہ اگر ہم اس آفر کو قبول کرتے ہیں تو جس قسم کا احتجاج آج ہم کر رہے ہیں، آئندہ نہیں کر سکیں گے اور حکومت ڈیڑھ سال کے بعد ان کے احتجاج کے خلاف پہلے ہی کوئی ایسی رکاوٹ کھڑی کر دے گی۔ آج کے دور میں وسائل، پیسے اور طاقت سے لوگوں کو توڑ لیا جاتا ہے۔ ان کا یہ فیصلہ بہت دانشمندانہ ہے۔ اگر وہ اس بات پر قائم رہیں تو اپنی بات منوانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مودی سرکار اس کو سیاسی رنگ دے رہی ہے تو مودی سرکار کا شروع سے ہی یہ وطیرہ رہا ہے۔ وہ ہر بات کو اس طرف لے جاتے ہیں جیسے اگر مسلمانوں نے کوئی بات کی ہے تو حکومت اس طرح بیان کرے گی جیسے کوئی غداری ہو رہی ہے۔ ہندوتوا کا شروع سے ہی یہ انداز رہا ہے کہ اگر کوئی بات ہندوتوا کے مفادات کے خلاف ہے تو اس پر فوری غداری کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔

سوال: کسانوں کے بڑے بڑے مطالبات کون سے ہیں؟

رضاء الحق: ان کے مطالبات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک آن پیپر مطالبات ہیں۔ دوسرے ان سپرٹ مطالبات ہیں۔ حکومتی مذاکرات کے جواب میں ان کا مطالبہ یہ ہے کہ پارلیمان کا ایک خصوصی اجلاس بلایا جائے جس میں کسانوں کے حوالے سے جتنے قوانین ہیں ان کو ختم کرنے کے لیے قرارداد پاس ہوں یا کم از کم اس پر بحث تو ہو۔ کیونکہ مذاکرات کا اصل فورم تو وہی بنتا ہے۔ دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ MSP کا جو پروسیجر پہلے چل رہا تھا اس کو اسی طرح جاری رکھا جائے۔ کیونکہ اس کے بغیر کسان کو کوئی گارنٹی نہیں ہوگی کہ اس کی پیداوار کی قیمت اس کو ملے گی یا نہیں؟ چونکہ نئی قانون سازی کی وجہ سے بڑے سرمایہ دار منڈی کی جگہ لے لیں گے اس لیے کسانوں کو نقصان کا اندیشہ ہمیشہ رہے گا۔ تیسرا مطالبہ یہ ہے کہ APMC کے ذریعے منڈیوں کا جو سلسلہ چل رہا ہے اس کو جوں کا توں برقرار رکھا جائے کیونکہ اس سے مقامی کسان کو بہت زیادہ فائدہ ہے۔ اس کے برعکس ملٹی نیشنل کمپنیوں اور کارپوریٹ سیکٹر کا بڑا کسان جب آئے گا تو وہ چاہے گا کہ ہر چیز پر اس کا قبضہ ہو۔ پھر جب یہ منڈیاں ختم ہو جائیں گی تو پیداوار کی خرید و فروخت چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جائے گی جس طرح دولت چند ہاتھوں

میں مرکوز ہو جاتی ہے۔ اس قانون سازی کے ذریعے دراصل کسانوں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ صرف مخصوص کمپنیوں کو ہی اپنی پیداوار بیچ سکیں گے اور اس صورت میں کسان کا بہت زیادہ استحصال ہوگا۔ لہٰذا کسانوں کا مطالبہ ہے کہ منڈی کے نظام کو کسی صورت ختم نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا مطالبہ ہے کہ زرعی شعبے میں استعمال ہونے والے ڈیزل، بجلی اور دوسری چیزوں کی قیمتوں کو پچاس فیصد تک کم کیا جائے۔ اس کے علاوہ چھوٹا کسان بچی کھچی فصل کو جلاتا ہے جس پر حکومت اس پر جرمانہ کرتی ہے، اور بعض کسانوں کو گرفتار بھی کرتی ہے کیونکہ اس سے سموگ اور آلودگی پیدا ہوتی ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ یہ قانون بھی ختم کیا جائے اور اس جرم میں گرفتار کسانوں کو بھی چھوڑا جائے۔ اسی طرح کسانوں کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ جو معاملات صوبائی سطح پر حل ہو سکتے ہیں ان میں مرکزی حکومت مداخلت نہ کرے۔ علاوہ ازیں کسان تحریک کے دوران جن کسانوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان کو بھی رہا کیا جائے۔ یہ ان کسانوں کے بڑے بڑے مطالبات ہیں۔ جب تک متبادل قانون نہیں دیا جائے گا اس وقت تک ان قوانین پر عمل درآمد کرانا مشکل ہوگا۔

دنیا میں اب زراعت کا انحصار صرف ترقی پذیر ممالک یا تیسری دنیا کے ممالک تک محدود ہو گیا ہے۔ جن میں پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت اور افریقی ممالک وغیرہ شامل ہیں۔ اب ان ممالک کی زراعت کو بھی دنیا کی بڑی کمپنیاں کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی ہیں بلکہ افریقہ میں کافی حد تک یہ کام ہو چکا ہے۔ آج سے تقریباً اڑھائی صدیاں قبل ان بڑی کمپنیوں نے یورپ کے اندر زراعت کو اپنے کنٹرول میں کیا تھا۔ یہ بڑی کمپنیاں دراصل ان پس پردہ قوتوں کی ہیں جو دنیا پر پردے کے پیچھے بیٹھ کر حکمرانی کر رہی ہیں۔ اب وہ چاہتے ہیں کہ پوری دنیا کی زرعی پیداوار بھی ان کے کنٹرول میں ہو تا کہ دنیا پر ان کا کنٹرول مزید مضبوط ہو سکے۔ مغرب جب تک ان قوتوں کے کنٹرول میں نہیں گیا تھا تب تک وہاں عام آدمی اپنی زندگی بڑی آسانی سے گزارتا تھا لیکن ان پس پردہ قوتوں نے وہاں کی زراعت پر کنٹرول حاصل کر کے آبادی کا رجحان صنعتوں کی طرف منتقل کر دیا اور انسان کو ایک مشین میں تبدیل کر دیا۔ یہ گلوبلائزیشن اور کیپیٹلزم کی طرف ایک قدم تھا۔ اب اسی ایجنڈے کو پوری دنیا پر مسلط کیا جا رہا ہے۔ اس کا فائدہ دنیا کے بڑے سرمایہ داروں کو ہی ہوگا اور چھوٹے کسانوں اور چھوٹے کاروباری لوگوں کی اس نظام میں کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

ایوب بیگ مرزا: جب پاکستان بننے جا رہا تھا تو پنڈت نہرو نے ایک اعلان کیا تھا کہ ہم تقسیم ہند کے فوراً بعد جاگیردارانہ نظام ختم کر دیں گے جس کے نتیجے میں بہت سے مسلمان (کانگریسی) جاگیردار بھاگ کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ پنڈت نہرو نے اپنی اس بات پر عمل کیا اور جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ کیا جس سے ہندوستان کی معیشت کو بہت فائدہ پہنچا اور پاکستان کے مقابلے میں اس کی معیشت زیادہ مستحکم ہوئی۔ لیکن اب وہاں جاگیرداروں کی جگہ سرمایہ دار لائے جا رہے ہیں یعنی وہ کام جو جاگیردار کر رہے تھے اب وہ کارپوریٹ سیکٹر کرے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ جاگیردار اتنا منظم نہیں ہوتا، اتنا پڑھا لکھا نہیں ہوتا، اس کے اتنے ہاتھ پاؤں پھیلے نہیں ہوتے جتنے کہ سرمایہ داروں کے ہوتے ہیں۔ اب اگر وہ جاگیرداری نظام سرمایہ دواروں کے ذریعے نافذ کیا جائے گا تو یہ بھارت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہوگا۔

سوال: کیا کسانوں کی یہ تحریک خالصتان تحریک کی طرف بڑھ سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: کسانوں کا سارا احتجاج شروع سے ہی عدم تشدد والا ہے۔ لگتا ایسا ہے کہ حکومت انھیں تشدد پر لانے کے لیے مختلف حربے استعمال کر رہی ہے۔ خالصتان تحریک کا نعرہ بھی حکومتی کارندے ہی لگا رہے ہیں تا کہ ملکی سلامتی یا ملک کے ٹوٹ جانے کے خطرے کو جواز بنا کر اس تحریک کو کچل دیا جائے۔ جیسے اندرا گاندھی نے گولڈن ٹیمپل کے مسئلہ پر سکھوں کو بری طرح کچلا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جلد یہ تحریک خالصتان کی آزادی کی طرف نہیں جائے گی۔ البتہ مودی سرکار اس کو اس طرف لے جانے میں کامیاب ہو گئی اور سکھ بھی اس بات پر آ گئے تو پھر واقعتاً یہ اتنا سادہ معاملہ نہیں رہے گا کہ مودی سرکار اس کو کنٹرول کر سکے۔ کیونکہ سکھوں کے بیرونی تعلقات بہت زیادہ ہیں۔ کینیڈا کے وزیراعظم نے ان کی حمایت کی ہے۔

سوال: مودی سرکار مستقبل میں اس احتجاج کے خلاف کیا اقدامات کرے گی؟

ایوب بیگ مرزا: لگتا ہے ابھی سرکار انتظار کرے گی کہ کتنا وقت یہ یوں گزار سکیں گے۔ اس کو مزید طول دیا جائے گا تا کہ ان کا عزم کمزور پڑے۔ سرکار ان کے خلاف جو بھی سازش یا اقدام کرے گی ضروری نہیں ہے کہ حکومت کو اپنے پسند کے نتائج ہی ملیں گے۔

سوال: دوسرے ممالک اس تحریک کو کس انداز سے دیکھ رہے ہیں؟

رضاء الحق: انفرادی لحاظ سے کینیڈا سے اس احتجاج کے حق میں کافی بیانات آئے ہیں۔ بالخصوص این جی اوز، ہیومن رائٹس اور سکھ برادری کے ممبران نے اس کے حق میں آواز اُٹھائی ہے۔ اسی طرح سپین میں بھی ان کے حق میں ریلی نکالی گئی ہے۔ لیکن دوسرے ممالک کی آفیشل پالیسی کو سامنے رکھیں تو امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے بیان دیا کہ بھارت کے یہ قوانین بالکل درست ہیں۔ IMF کے ڈائریکٹر نے بھی یہی بیان دیا ہے کہ ایگری کلچر ریفارمز بہت ضروری ہیں۔ اسی طرح سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم سے کسانوں کے احتجاج کو زیادہ پذیرائی مل رہی ہے لیکن فیس بک اور انسٹا گرام پر مودی حکومت کی حمایت بھی کی جا رہی ہے۔ عالمی ڈیپ سٹیٹ کے ادارے اور لوگ مودی حکومت کو سپورٹ کر رہے ہیں کیونکہ گلوبل ایجنڈا یہی ہے کہ فوڈ کو کنٹرول کیا جائے گا۔ دجالیت کا بھی یہی مشن ہوگا۔ یعنی مودی سرکار کو بہت منظم سپورٹ مل رہی ہے جبکہ دوسری طرف کسان تحریک کو جو حمایت حاصل ہے وہ اتنی مضبوط نہیں ہے۔

سوال: کیا اس تحریک سے آزادی کی تحریکوں کو تقویت ملے گی؟

ایوب بیگ مرزا: تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ہندوستان کوئی فطری، منطقی ریاست نہیں ہے اور ہندوستان کبھی بھی ہندو حکمرانوں کے ہوتے ہوئے متحد نہیں ہوا ہندوستان کو صرف مسلمانوں اور انگریزوں نے اپنی حکومت میں متحد رکھا۔ یعنی ہندو کبھی ہندوستان کو متحد نہیں رکھ سکے۔ تاریخ کا یہی نتیجہ ہے کہ جب ہندوستان پر ہندو حکمران ہوں گے تو چاہے تحریکیں چلیں یا نہ چلیں ہندوستان بکھر جائے گا۔ کیونکہ یہ ایک غیر فطری ریاست ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورباچوف نے سوویت یونین کو کم نقصان پہنچایا تھا لیکن مودی انڈیا کو اس سے کہیں زیادہ نقصان پہنچائے گا۔ واللہ اعلم!

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

اسلام کا معاشی اور اقتصادی نظام

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ علیہ

مغرب میں صنعتی انقلاب نے جس سرمایہ دارانہ نظام کو جنم دیا وہ ایک انتہائی استحصالی نظام تھا جس نے معاشی لحاظ سے انسانی معاشرہ کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر بُری طرح جکڑ لیا۔ ردِعمل میں اشتراکیت سامنے آئی لیکن وہ بھی بُری طرح پٹ گئی اس غیر فطری نظام نے انسان کو محض معاشی حیوان بنا دیا ہے اور انسان کو اس استحصالی نظام سے آزاد ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی لہٰذا اب اسلام کے فطری معاشی نظام اور اصولوں کی اہمیت وضرورت ایک بار پھر اُجاگر ہو رہی ہے۔ اس حوالے سے بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک پرانا خطاب تحریری شکل میں قارئین ندائے خلافت کے استفادے کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

آج ہم اسلامی نظامِ حیات کے جس گوشے سے متعلق گفتگو کرنے جا رہے ہیں وہ سب سے زیادہ پیچیدہ بھی ہے‘ اختلافی بھی ہے‘ مشکل بھی ہے اور سب سے زیادہ اہم بھی ہے۔ ایک طرف تو یہ بات معروف اور مسلم حقیقت کے طور پر لوگوں کے علم میں ہے کہ دورِ حاضر درحقیقت اقتصادیات کا دور ہے اور ساری بین الاقوامی سیاست اقتصادیات کے گرد گھوم رہی ہے۔ قومی اور عالمی سطح پر جتنے بھی معاملات ہیں ان میں سب سے بڑا اور فیصلہ کن عامل معاشی اور اقتصادی ہے۔ الغرض خواہ ملکوں کے اپنے اندرونی معاملات ہوں‘ قومی مسائل ہوں‘ بین الاقوامی سیاست ہو یا بین الاقوامی معاملات‘ ان سب میں سب سے زیادہ مؤثر عامل اقتصادی اور معاشی ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ایک مسلم حقیقت ہے کہ آج کے انسان کو بنیادی طور پر معاشی یا اقتصادی حیوان قرار دیا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ ایک دور تھا جس میں عقلیات‘ فلسفہ اور منطق کا بڑا دور دورہ تھا اور لوگوں کی کثیر تعداد ادھر متوجہ تھی۔ اُس دور میں یہ علوم سب سے اعلیٰ شمار ہوتے تھے اور ذہین ترین لوگ انہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اُس دور میں انسان کو حیوانِ عاقل اور حیوانِ ناطق سے تعبیر کیا گیا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کا انسان ایک معاشی اور اقتصادی حیوان بن کر رہ گیا ہے۔ اس ضمن میں اسلامی تعلیمات کے بعض پہلو بعض اسباب کی بنا پر دورِ خلافتِ راشدہ کے فوراً بعد دورِ ملوکیت کے آغاز پر پس منظر میں چلے گئے تھے اور عمومی طور پر لوگوں کی نگاہوں کے سامنے نہ رہے۔ آج معاشی اور اقتصادی مسئلے کی شدت کا ایک مثبت اور خیر و برکت کا پہلو یہ ہے کہ اس دور میں وہ پوشیدہ پہلو ازسرِنو نمایاں ہو رہے ہیں اور ان کی طرف لوگوں کی توجہ مجبوراً ہو رہی ہے۔

اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار!

بیسویں صدی کے مسلم مفکرین میں میں سب سے زیادہ علامہ اقبال کی صحتِ فکر اور جامعیتِ فکر کا قائل ہوں۔ میں نے پچھلے خطابات میں بھی علامہ اقبال کے درج ذیل اشعار پڑھے تھے اور آج بھی اُن کو دہرا رہا ہوں‘ اس لیے کہ اُن میں بڑی عظیم حقیقت بیان ہوئی ہے ؎

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
زانکہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیؐ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیؐ است!

میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ گھمبیر اور جامع تعبیر ممکن نہیں ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نوعِ انسانی میں جتنا بھی معاشرتی‘ ذہنی اور فکری ارتقاء ہوا ہے اور اس ضمن میں جو بھی خیر انسان نے پچھلے ایک ہزار سال کے دوران حاصل کیا ہے‘ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ درحقیقت اس ہدایت آسمانی سے مستعار ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر اپنے نقطۂ عروج اور نقطۂ تکمیل کو پہنچ گئی تھی۔ ازروئے الفاظِ قرآنی:

﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٣٢﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾﴾ (التوبہ)

”وہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی (نور) کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے جبکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کیے بغیر نہیں رہے گا اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ اسی (اللہ) نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس (دین) کو ہر دین پر غالب کر دے‘ اگرچہ مشرک اس کو ناپسند کریں۔“

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحدی (challenging) کا انداز ہے اور ظاہر بات ہے کہ اللہ کے چیلنج کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟ چنانچہ وہ بات پوری ہو کر رہی: ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾﴾ (الاسراء) ”حق آ گیا اور باطل بھاگ (مٹ) گیا۔ یقیناً باطل ہے ہی بھاگنے (مٹنے) والا۔“ اور اس کا اعلان سورۃ المائدۃ میں بایں الفاظ میں کر دیا گیا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ﴾ (المائدۃ:3)

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کا اِتمام فرما دیا ہے اور تمہارے لیے میں نے پسند کر لیا ہے اسلام کو بحیثیت دین کے۔“

یہ معاملہ دورِ نبوی اور دورِ خلافتِ راشدہ میں ایک حقیقتِ واقعی کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا۔ اسلام کے غلبے اور اسلامی نظام کے بالفعل قیام کی جو جھلک انسان نے اُس وقت دیکھی تھی‘ میں نے اس کے بارے میں بارہا کہا ہے کہ وہ ایک حسین خواب کی مانند ہے۔ ہم میں سے کوئی شخص کبھی بہت اچھا خواب دیکھے تو وہ بہت عرصے تک اس کی یادداشت میں محفوظ رہتا ہے اور اس کی یاد بار بار آتی ہے۔ اسی طرح دورِ نبویؐ اور دورِ خلافت راشدہ پوری انسانیت کی اجتماعی یادداشت میں ایک حسین خواب کی یاد کی حیثیت سے محفوظ ہے اور نوعِ انسانی درحقیقت اسی کو realize کر رہی ہے۔

علامہ اقبال نے بھی ان اشعار میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ دنیا میں جہاں بھی کوئی خیر یا خوبی ہے‘ کوئی اعلیٰ قدر ہے‘ چاہے نظامِ عدالت کی ہو‘ نظامِ حکومت کی ہو یا کسی اقتصادی نظام کی‘ وہ درحقیقت یا تو محمد ﷺ سے مستعار لی گئی ہے یا ابھی انسان گھسٹ گھسٹ کر اسی منزل کی طرف جا رہا ہے جس منزل پر آج سے چودہ سو سال قبل محمد رسول اللہ ﷺ نے انسانیت کو پہنچا دیا تھا۔

موجودہ دور میں عمرانیات کا جو ارتقاء ہوا ہے اور حالات کی شدت کے نتیجے میں معاشی میدان میں خیر کے جو پہلو سامنے آنا شروع ہوئے ہیں' اس کا اظہار علامہ اقبال نے اس طرح کیا ہے:

جو حرفِ قُلِ الْعَفْوَ میں پوشیدہ تھی اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار!

اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ حقائق کبھی نمودار ہی نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ پورے طور پر دورِ نبوی اور دورِ خلافتِ راشدہ میں جلوہ آرا ہوئے تھے' البتہ اس کے بعد اس پر پردے پڑ گئے اور وہ پس منظر میں چلے گئے۔ اب موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ وہ حقائق دوبارہ سامنے آئیں۔ اس حوالے سے میرے نزدیک علامہ اقبال کی نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کا خاص طور پر آخری حصہ جامعیت کے اعتبار سے انتہائی اہم ہے۔

جہاں تک شعریت' جذبات اور سوز وساز کا تعلق ہے اس اعتبار سے علامہ کی دوسری نظمیں بہت بلند ہیں' لیکن علامہ اقبال کا پیغام اُمت مسلمہ کے نام' کے موضوع پر میرے نزدیک حرف آخر اور کلائمکس یہ نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' ہے۔ اس میں علامہ نے اپنی سوچ کا خلاصہ اور لب لباب اُمت مسلمہ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے۔ ابلیس اپنی مجلس مشاورت کو اختتام پذیر (conclude) کرتے ہوئے کہتا ہے:

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں!
الحذر آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموسِ زن' مرد آزما' مرد آفریں!

آپ نوٹ کیجیے کہ ایک مصرعہ میں اسلام کے عائلی اور معاشرتی نظام کا لب لباب اور اس کا اہم ترین پہلو بیان ہو گیا ہے۔ اس مصرعہ میں تین معاشرتی پہلوؤں کا تذکرہ ہے: (i) حافظ ناموسِ زن' یعنی اسلام کا معاشرتی نظام عورت کی عزت اور عصمت کا محافظ ہے۔ (ii) مرد آزما' یعنی اسلام نے معاش کی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے۔ (iii) مرد آفریں' یعنی ملکی دفاع بھی مردوں کی ذمہ داری ہے۔

موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فغفور و خاقاں' نے فقیر رہ نشیں!

یہ اسلام کے سیاسی نظام کا لب لباب اور خلاصہ ہے کہ ہر نوع کی غلامی ختم' یعنی نہ کوئی حاکم نہ محکوم اور نہ کوئی آقا نہ کوئی غلام۔ اسلام ''حریت کاملہ'' کا تصور دیتا ہے کہ انسان ہونے کے ناطے سب برابر ہیں ع ''تمیز بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے!'' انسان انسان کا غلام اور انسان انسان کے تابع ہو' اسلام اس تصور کی نفی کرتا ہے۔ بندوں سے صرف اللہ کی عبدیت کا مطالبہ ہے۔

اس کے بعد دو اشعار میں معاشی اور اقتصادی نظام کا تذکرہ ہے جو ہمارا آج کا موضوع ہے:

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں!
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں' اللہ کی ہے یہ زمیں!

یعنی اسلام دولت کو تمام آلودگیوں سود' جوا اور سٹہ وغیرہ سے پاک کرتا ہے اور مالداروں کو یہ احساس دلاتا ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے تم اس کے مالک نہیں بلکہ امین ہو۔ دوسرے مصرعہ میں مسئلہ ملکیت زمین کا تذکرہ ہے کہ زمین اللہ کی ملکیت ہے۔ اس اعلیٰ نظامِ حیات کے بارے میں ابلیس کو اندیشہ ہے کہ کہیں دنیا کے سامنے دوبارہ آشکارا نہ ہو جائے۔ پھر ظاہر بات ہے کہ ابلیس اور ابلیسیت کے لیے اس دنیا میں کھل کھیلنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا۔

اسلام کے معاشی نظام پر گفتگو کرنے کی اہلیت

ایک طرف تو اس موضوع کی اہمیت کا یہ عالم ہے کہ موجودہ دور کو معاشیات کا دور کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف میرے سامنے یہ حقیقت الحمدللہ پوری طرح واضح ہے کہ اصولاً اس موضوع یعنی اسلام کے معاشی اور اقتصادی نظام پر گفتگو کا حق اس شخص کو حاصل ہے جس نے ایک تو جدید معاشیات اور اقتصادیات کا طالب علمانہ مطالعہ کیا ہو' اس میں مہارتِ تامہ بہم پہنچائی ہو اور اس کی پیچیدگیاں جانتا ہو۔ دوسرے یہ کہ قرآن وحدیث' فقہ اور اسلام کے نظامِ فکر کی بڑی باریکیوں تک اس کی نگاہ پہنچی ہو۔ یہ دونوں چیزیں اگر کسی شخص میں نہیں ہیں تو اس کو اس موضوع پر گفتگو کا حق نہیں ہے۔ میں صاف اعتراف کرتا ہوں کہ میں ان دونوں اعتبارات سے بالکل تہی دست اور تہی دامن ہوں۔ میں کبھی بھی معاشیات کا طالب علم نہیں رہا اور میں نے باقاعدہ اس کی تحصیل نہیں کی' اس کے علاوہ جدید معاشیات و اقتصادیات کے جو پیچیدہ مسائل ہیں ان سے میں سرے سے نابلد ہوں۔ مالی (fiscal) معاملات' مانیٹری سسٹم' بینکنگ اور فنانس' بڑے پیچیدہ اور مشکل مسئلے ہیں۔ پوری پوری زندگیاں ان میں کھپائی جائیں تو پتا چلتا ہے کہ ان کی باریکیاں' نزاکتیں اور مشکلات کیا ہیں' ان کے مسائل کیا ہیں اور ان کا حل کیا ہے۔ میں اپنے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں قرآن حکیم کا طالب علم ہوں اور کسی حد تک حدیث نبوی کا' جبکہ فقہ کا میں نے باضابطہ مطالعہ کیا ہی نہیں۔ گویا ان دونوں شرائط کے اعتبار سے میں اس موضوع پر گفتگو کرنے کا اہل نہیں ہوں۔

پھر سوال پیدا ہو رہا ہے کہ اس کے باوجود میں اس موضوع پر لب کشائی کی جسارت کیوں کر رہا ہوں؟ اس کی دو وجوہات ہیں۔ اولاً یہ کہ معاشیات اور اقتصادیات کے مبادی اور اسلام نے اُن کے لیے جو بنیادی ہدایات اور راہنمائی دی ہے' قرآن مجید کے طالب علم ہونے کے ناطے 'الحمدللہ ثم الحمدللہ' اس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے پورا انشراح عطا فرمایا ہے اور ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عقل عام (common sense) سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ یہ شاید ایک دعویٰ ہو لیکن بہرحال اس دعوے کی میں جرأت یا جسارت کر رہا ہوں۔ ان دو چیزوں کی بنیاد پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوگوں کے ذہنوں میں معاشیاتِ اسلامی سے متعلق جو بعض الجھنیں (confusions)' پیچیدگیاں اور خلط مبحث کی نوعیت کی جو چیزیں ہیں' شاید ان کے حل کرنے میں کسی حد تک میں بھی کچھ مدد کر سکوں۔

ظاہر بات ہے کہ اس کے بعد اس کو آگے بڑھانا تو ان حضرات کا کام ہے جو اس کے لیے پوری زندگیاں لگائیں۔ ایک طرف کسی ایک یونیورسٹی سے نہیں بلکہ متعدد یونیورسٹیوں سے معاشیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کریں اور دوسری طرف انہوں نے واقعتاً قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کا بڑا گہرا مطالعہ کیا ہو۔

لاہور میں ہم نے جو قرآن اکیڈمی قائم کی ہے ابھی وہ ابتدائی مراحل میں ہے' لیکن یہ کام ہمارے پیش نظر ہے۔ آپ دعا کریں کہ کچھ نوجوان اس کے لیے کمر ہمت کس لیں۔ اس ضمن میں اہم ترین کام تو یہ ہے کہ جن حضرات کی ساری عمر دین کے پڑھنے پڑھانے میں گزری ہے اب وہ جدید اقتصادیات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ دوسرے درجے میں جن لوگوں نے ساری عمر اقتصادیات کا مطالعہ کیا ہے اب وہ قرآن وحدیث اور فقہ کو بھی پڑھیں۔ یہ دوسری چیز بھی بہرحال مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے درجے میں قابل قبول ہے۔ لیکن اصلاً یہ کام ان لوگوں کے ذریعے ہو سکے گا جو ابتدا ہی سے متوازن اور متوازی طور پر ان دونوں چیزوں کا مطالعہ کر رہے ہوں۔ اس سے درحقیقت ذہن کی وہ تربیت وجود میں آئے گی جو ہر سطح پر ذہنی وفکری

توافق وہم آہنگی (integration) کے تمام تقاضوں کو پورا کر سکے گی۔ بہرحال کسی اعلیٰ مقصد کے لیے اگر ابتدا بھی کر دی جائے تو وہ بھی ایک کرنے کا کام ہے۔ ہم نے اس کا ارادہ کیا ہے‘ اللہ تعالیٰ اسے پورا کروائے۔

اس طرح کے عمومی اجتماعات میں پوری بحث کو بنیاد سے اٹھانا اور بنیادی تصورات (concepts) اور بنیادی اصطلاحات (terminology) کی وضاحت سے گفتگو شروع کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ آج میں نے خاص طور پر عرض کیا کہ میں اقتصادی اور معاشی نظام کے بارے میں تو گفتگو کرنے کا اہل بھی نہیں ہوں‘ اس لیے میں اس ضمن میں تفہیم کا آسان راستہ اختیار کروں گا۔ جیسے کہ میں نے اسلام کے سیاسی نظام پر گفتگو کرتے ہوئے بھی ایک آسان راستہ اختیار کیا تھا کہ سیاسی نظام سے متعلق بعض اصطلاحات ہمارے ذہنوں میں موجود ہیں اور ہمارا عام پڑھا لکھا آدمی جانتا ہے کہ ملوکیت (monarchy)‘ پاپائیت (theocracy) اور جمہوریت (democracy) کا کیا مفہوم ہے۔ چنانچہ اگر کسی نے تھیوڈیموکریسی کی اصطلاح وضع کی تو اس کے حوالے سے بات سمجھانے میں آسانی ہوئی۔ اسی طرح اس وقت بھی میرے سامنے آسان راستہ یہ ہے کہ معاشیات اور اقتصادیات سے متعلق وہ اصطلاحات جو معروف ہیں اور عام لوگ اس سے واقف ہیں‘ ان کے حوالے سے بات کروں تاکہ بات فوراً سمجھ میں آجائے‘ مثلاً سرمایہ داری (capitalism) ایک زندہ حقیقت اور ایک زندہ نظام کی حیثیت سے دنیا کے بہت بڑے رقبہ پر بالفعل قائم ہے اور ایک بڑی سپر پاور اس کی علمبردار ہے۔ وہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے اور اس کے اصول ومبادی لوگوں کے علم میں ہیں۔ دوسری طرف اشتراکیت (communism) بھی اس صدی کی ایک بہت بڑی حقیقت ہے۔ روس میں اس کا آغاز ہوا‘ اگرچہ اس میں کئی تبدیلیاں بھی آرہی ہیں‘ لیکن کمیونزم کیا ہے‘ اس کے معنی کیا ہیں‘ اس سے مراد کیا ہے‘ اس کے اصول ومبادی کیا ہیں‘ یہ بہرحال ہمارے عام پڑھے لکھے لوگوں کے علم میں ہے۔ اکثر وبیشتر لوگ جانتے ہیں کہ یہ دو نظام ہائے معیشت ہیں جو اس وقت بالفعل دنیا میں قائم ہیں۔ اگر ہم ان اصطلاحات کو مدنظر رکھتے ہوئے گفتگو کریں گے تو‘ ان شاء اللہ‘ اسلام کے نظامِ معیشت کو سمجھنے میں سہولت ہوگی اور آسانی کے ساتھ ہم اسلامی نظام حیات کے آخری مرحلے کو طے کرسکیں گے۔ (جاری ہے)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(04 تا 10 فروری 2021ء)

جمعرات (04 فروری 2021ء) کو دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی اُسرہ کے اجتماع میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر چند مرکزی ذمہ داران سے خصوصی ملاقات ہوئی۔ اسی روز 04:00 بجے شام کراچی واپسی ہوئی۔

جمعہ (05 فروری 2021ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ حلقہ کراچی شمالی کے ایک رفیق کی بہن کا انتقال ہوگیا تھا، ان سے تعزیت کی۔ بعد نماز عصر قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں دو نکاح پڑھائے۔ مدرسین ریفریشر کورس کے لیے ریکارڈنگ کرائی۔

ہفتہ (06 فروری 2021ء) کو معمول کی مصروفیات ہیں۔ رات 10:30 بجے تا 12:00 بجے ’’قرآن اور تنظیم کی دعوت‘‘ کے حوالے سے احباب سے آن لائن گفتگو کی۔

اتوار (07 فروری 2021ء) کو لاہور میں منعقدہ مدرسین ریفریشر کورس میں 40 منٹس آن لائن گفتگو اور سوال وجواب کا سیشن بھی ہوا۔

پیر، منگل (08، 09 فروری 2021ء) کو معمول کی مصروفیات رہیں۔

بدھ (10 فروری 2021ء) کو نیسپاک ادارے کے افراد سے ’’قرآن اور ہماری ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر آل پاکستان کی سطح پر آن لائن خطاب کیا۔ نائب امیر سے تنظیمی امور سے متعلق آن لائن رابطہ رہا۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

’’مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیہونٹ نز دنیلور اسلام آباد‘‘ میں
07 تا 14 مارچ 2021ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب نمبر 1)

فکری وعملی رہنمائی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ ہر رفقاء واحباب اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4866055، 051-2340147

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

اطلاع برائے قارئین ’’میثاق‘‘

رفقاءِ تنظیم اور قارئین ’’میثاق‘‘ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ’’میثاق‘‘ کا ماہ مارچ کا شمارہ بوجوہ شائع نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ اپریل کا شمارہ دو ماہ کی مشترکہ اشاعت کا حامل ہوگا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

رسول اللہ ﷺ کی 6 پھوپھیاں تھیں جو عبدالمطلب بن ہاشم کی اولاد تھیں۔ (1) عاتکہ (2) امیمہ (3) بیضاء (4) برہ (5) صفیہؓ (6) اروی۔ ان میں پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بالاتفاق ایمان لائیں یہ حضرت زبیرؓ بن العوام کی والدہ تھیں۔

نام ونسب

آپ کا نام صفیہ رضی اللہ عنہا ہے اور نسب جو رسول اللہ ﷺ کا ہے وہی ان کا ہے۔ کیونکہ یہ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی اور عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ اس رشتہ سے کہ آنحضرت ﷺ کی والدہ کی سگی بہن ہالہ بنت وہب ان کی والدہ تھیں۔

نکاح

زمانہ جاہلیت میں ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث بن حرب سے ان کی شادی ہوئی۔ جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، حارث کی وفات کے بعد آپؓ عوام بن خویلد کے نکاح میں آئیں۔ ان سے تین لڑکے ہوئے، زبیر، سائب، عبدالکعبہ۔

اسلام وہجرت

رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیوں میں سے صرف انہیں اسلام لانے پر مورخین کا اتفاق ہے۔ گو حضرت ارویؓ اور حضرتؓ عاتکہ وغیرہ کو بھی ابن سعد نے اسلام لانے والوں کے ذیل میں لکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ سوائے ان کے عمات آنحضرت ﷺ میں دوسروں کا اسلام لانا محقق نہیں ہے۔ ابن اثیرؒ کا فیصلہ بھی یہی ہے اور یہ ایسی خصوصیت ہے جو ان کے شرف وامتیاز میں بہت کچھ اضافہ کرتی ہے۔

ہجرت کے متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ ابن سعد نے اس ذیل میں جو کچھ لکھا ہے وہ صرف یہ ہے کہ هَاجَرَتْ إِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

عام حالات

آپؓ کئی غزوات میں شریک ہوئیں۔ غزوہ خندق میں ان کا استقلال نسوانی جرأت کی حیرت انگیز مثال ہے۔

جب آنحضرت ﷺ مجاہدین کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے تو عورتوں کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قلعہ میں جس کو اُطم اور فارغ بھی کہتے ہیں، ٹھہرا دیا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ (مداح رسول ﷺ) کو حفاظت کے لیے متعین کر دیا۔

یہ موقع ایسا تھا کہ عورتیں تنہا تھیں صرف حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی موجودگی چنداں مفید نہ تھی۔ اس لیے یہودیوں نے میدان خالی دیکھ کر مسلمانوں کی مشغولیت سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ چنانچہ ایک یہودی قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گیا، اور کان لگا کر باتیں سننے لگا۔ کہ موقع پائے تو حملہ کرے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھ لیا۔ چونکہ طبیعت کی دلیر تھیں۔ اس لیے فوراً حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے بولیں ”اُتر کر اس کو قتل کر ڈالو“ انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں اس قابل ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے ساتھ نہ ہوتا“۔ واقعہ یہ ہے کہ اس سے قبل حضرت حسان رضی اللہ عنہ ایک مرض میں مبتلا رہ چکے تھے۔ جس کی وجہ سے جسمانی کمزوری کے علاوہ دل بھی اتنا ضعیف ہو گیا تھا کہ اس قسم کی جرأت نہ کر سکے۔ اور معذوری ظاہر کرنے لگے بہر حال حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی جرأت اس جواب سے کم نہ ہوئی۔ اُٹھیں اور ایک خیمہ کی چوب اُکھاڑ کر یہودی کے سر پر دے ماری، یہ ضرب ایسی نہ تھی کہ خطا ہوتی یہودی اس کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکا۔ اب یہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئیں۔ کہ جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے یہودیوں میں پھینک آؤ، حضرت حسان نے اس میں بھی عذر کیا۔ آخر یہ کام بھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔ جس سے یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ قلعہ پر حملہ کرنا خطرہ سے خالی نہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی کچھ فوج مسلمانوں کی متعین ہے۔

جنگ اُحد، جنگ خندق سے پہلے ہوئی تھی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جنگ اُحد میں بھی شریک ہوئیں۔ اور اس موقع پر بھی اپنی جرأت کی قابل رشک مثال قائم کر دی۔ عفان ابن مسلمؒ کی روایت ہے کہ مسلمان کفار کی کثرت سے گھبرا کر آمادہ فرار تھے۔ اور ایک طرح کی شکست ہو چکی تھی۔

اس حالت میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے آئیں۔ اور لوگوں کو مار مار کر روکتی تھیں اور غصہ میں کہتی جاتی تھیں، تم رسول اللہ ﷺ سے بھاگتے ہو۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر ہدایت فرمائی کہ یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش نہ دیکھنے پائیں کیونکہ نعش کی حالت بہت خراب ہے اور کسی طرح اس قابل نہ تھی کہ ایک عورت اور وہ بھی ماں جائی بہن دیکھ کر ضبط کر سکے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بہ تعمیل ارشاد ان کے پاس آئے اور کہا ”اماں! رسول اللہ ﷺ آپؓ کو واپس ہونے کا حکم دیتے ہیں۔“ بولیں کیوں؟ مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کو مثلہ کیا گیا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ یہ مجھے پسند نہیں تاہم میں ضرور صبر کروں گی اور ان شاء اللہ ضبط سے کام لوں گی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ سنا تھا آنحضرت ﷺ سے بیان کر دیا یہ سن کر آپؐ نے اجازت دے دی۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے سگے بھائی کی لاش پر آئیں، جسم کے ٹکڑے اپنی آنکھوں سے دیکھے مگر اتنا ضبط کیا کہ کچھ نہ بولیں اور صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر دعائے مغفرت مانگنے لگیں۔ جب یہ چلی گئیں۔ تو آنحضرت ﷺ کے حکم سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے۔

فضل وکمال

صاحب دُرِّ منثور لکھتے ہیں: ”وہ ایک فصیح شاعرہ تھیں۔ اور تمام عرب کے نزدیک قول، فعل، حسب نسب اور بزرگی کے لحاظ سے خاص امتیاز کی مالک تھیں۔“

جب عبدالمطلب کی وفات ہوگئی تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہنوں اور بنی ہاشم کی عورتوں کو بلا کر ایک مجلس منعقد کی جس میں ہر ایک نے مرثیے پڑھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مرثیے کے بعض اشعار یہ ہیں:

أَرِقْتُ لِصَوْتِ نَائِحَةٍ بِلَيْلٍ
عَلَى رَجُلٍ بِقَارِعَةِ الصَّعِيدِ
فَفَاضَتْ عِنْدَ ذَلِكُمْ دُمُوعِي
عَلَى خَدِّي كَمُنْحَدِرِ الْفَرِيدِ
عَلَى رَجُلٍ كَرِيمٍ غَيْرِ وَغْلٍ
لَهُ الْفَضْلُ الْمُبِينُ عَلَى الْعَبِيدِ
عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِي الْمَعَالِي
أَبِيكِ الْخَيْرِ وَارِثِ كُلِّ جُودِ

صَدُوقٍ فِي الْمَوَاطِنِ غَيْرِ نِكْسٍ
وَلَا شَخْتِ الْمَقَامِ وَلَا سَنِيدِ
طَوِيلِ الْبَاعِ أَرْوَعَ شَيْظَمِيٍّ
مُطَاعٍ فِي عَشِيرَتِهِ حَمِيدِ
رَفِيعِ الْبَيْتِ أَبْلَجَ ذِي فُضُولٍ
وَغَيْثِ النَّاسِ فِي الزَّمَنِ الْحَرُودِ
كَرِيمِ الْجَدِّ لَيْسَ بِذِي وُصُومٍ
يَرُوقُ عَلَى الْمُسَوَّدِ وَالْمَسُودِ
عَظِيمِ الْحِلْمِ مِنْ نَفَرٍ كِرَامٍ
خَضَارِمَةٍ مَلَاوِثَةٍ أُسُودِ
فَلَوْ خَلَدَ امْرُؤٌ لِقَدِيمِ مَجْدٍ
وَلَكِنْ لَا سَبِيلَ إِلَى الْخُلُودِ
لَكَانَ مُخَلَّدًا أُخْرَى اللَّيَالِي
لِفَضْلِ الْمَجْدِ وَالْحَسَبِ التَّلِيدِ

''میں رات کو ایک نوحہ کرنے والی کی آواز سے رو اٹھی جو قارعۃ الصعید پن ایک مردِ کریم پر رو رہی تھی اور اس حال میں میرے آنسو مسلسل موتیوں کی طرح رخساروں پر بہنے لگے) ایسے مردِ کریم کی (وفات پر) افسوس کرتے ہوئے، جو بیہودہ نہ تھا اور اس کی بزرگی دور دور عیاں تھی) وہ عالی خاندان کشادہ ابرو صاحب فضائل اور قحط سالی میں لوگوں کے لیے ابر تھا پس کاش انسان اپنی قدیم بزرگی کی وجہ سے ہمیشہ رہتا، لیکن ہمیشگی کی کوئی صورت نہیں اگر ایسا ہوتا تو اپنی فضیلت اور قدیم شرافت کی وجہ سے بہت زمانہ تک زندہ رہتا۔''

رسول اللہ ﷺ کی وفات پر جو مرثیہ کہا ہے اس کے چند شعر یہ ہیں:

وَكُنْتَ يَارَسُوْلَ اللهِ كُنْتَ رَجَاءَ فَا
وَكُنْتَ بِنَابَرًّا وَّلَمْ تَكُ جَافِيًا
وَكُنْتَ رَحِيْمًا هَادِيًا وَمُعَلِّمًا
لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيا
فَدَى لِرَسُوْلِ اللهِ اُمِّيْ وَخَالَتِيْ
وَعَمِّيْ وَخَالِيْ ثُمَّ نَفْسِيْ وَمَالِيَا
فَلَوْاَنَّ رَبُّ النَّاسِ اَبْقَى نَبِيَّنَا
سَعِدْنَاوَلٰكِنْ اَمْرُهٗ كَانَ مَاضِيًا
عَلَيْكَ مِنَ اللهِ السَّلَامُ تَحِيَّةً
وَاُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِّنَ الْعَدْنِ رَاضِيًا

''یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ ہماری امید تھے آپؐ ہم پر احسان کرتے تھے ظالم نہ تھے آپؐ رحم دل، رہبر اور معلم تھے آج ہر رونے والے کو آپؐ پر رونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ پر میری ماں، خالہ چچا اور ماموں قربان ہوں پھر میں خود اور میرا مال بھی۔ کاش کہ خدا ہمارے نبی کو زندہ رکھتا تو ہم کیسے خوش قسمت تھے مگر اس کا حکم ہو کر رہنا تھا۔ آپؐ پر اللہ کی طرف سے سلام ہو اور آپؐ جناتِ عدن میں داخل ہوں۔''

حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں ایک شعر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کے متعلق نقل کیا ہے۔ جس سے ان کی بلاغت و قدرت کلام کا اندازہ ہوتا ہے اس شعر میں جناب رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہتی ہیں۔

اِنَّ يَوْمًا اَتٰى عَلَيْكَ لَيَوْمٌ
كُوِّرَتْ شَمْسُهٗ وَكَانَ مُضِيئًا

''آج آپؐ پر وہ دن آیا ہے جس میں آفتاب سیاہ ہو گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ روشن تھا۔''

بقول بعض مؤرخین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے چند احادیث بھی مروی ہیں مگر یہ قول پایہ تحقیق کو نہیں پہنچا۔

وفات

73 سال کی عمر میں بزمانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہجرت کے بیسویں سال حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ بخاری (سنی) گھرانے کو اپنی بیٹی، 29 عمر سال، تعلیم ماسٹرز انگلش لٹریچر، پابند صوم صلوٰۃ کے لیے، خوبصورت و خوب سیرت دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-4236936

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم بی اے (جاری)، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار اور تعلیم یافتہ لڑکے کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0320-4618633

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم اے، قد 5 فٹ کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0322-4679758

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، حافظ قرآن، تعلیم ایف اے، عمر 21 سال، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-6645193

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے دو بیٹیوں، ایک ڈاکٹر آف فارمیسی، عمر 27 سال اور دوسری عمر 26 سال، تعلیم ایم فل کے لیے لیڈی ڈاکٹرز کے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0320-4358378 0346-4439929

☆ دینی مزاج کے حامل رفیق تنظیم، عمر 30 سال اور ان کی ہمشیرہ عمر 36 سال کے لیے دینی گھرانوں سے رشتے درکار ہیں۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0305-4280238 0537516655

☆ شیخوپورہ میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی عمر 23 سال، تعلیم BS (ٹیکسٹائل ڈیزائنگ) کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-1435584

دعائے صحت کی اپیل

☆ منفرد مبتدی رفیق محمد کلیم سجاد کے والد محترم بیمار ہیں۔

☆ منفرد اسرہ ڈیرہ غازی خان کے ملتزم رفیق ڈاکٹر وقاص شرف کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔

برائے رابطہ: 0332-6051023

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ
الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

غلاموں کی بصیرت

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان بھر میں 5 فروری کو یوم یکجہتی کشمیر جوش وجذبے سے منایا گیا۔ پوسٹرز، بینرز، جھنڈوں، نعروں، تقاریر، تقریبات سے کشمیری مظلوم بھائیوں کو ہمت وحوصلہ دلایا گیا، خراج تحسین پیش کیا گیا۔ وزیراعظم تقریر کی تیاری شاید نہ کر پائے کہ وہ ایک ایسی بات کہہ گزرے جس پر دفتر خارجہ کو بھی وضاحتیں دینی پڑیں، پاکستان کا دیرینہ موقف دھرے کا دھرا رہ گیا۔ فرمایا: کشمیریوں کو حق خود ارادیت ملنے پر جب وہ پاکستان کے حق میں فیصلہ کریں گے تو ہم انہیں پورا اختیار دیں گے کہ وہ آزاد رہنا چاہتے ہیں یا پاکستان کا حصہ بننا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ! یہ اختیار دینے کا اختیار آپ کو کس نے دیا؟ کشمیری پاکستان کے جھنڈے لہرانے اور پاکستان زندہ باد کے نعروں کے عوض موت قبول کرتے رہے ہیں۔ آپ انہیں کون سی راہ دکھا رہے ہیں؟ سندھ بلوچستان کے علیحدگی پسند عناصر کو کیا پیغام دے رہے ہیں۔ انوکھا لاڈلا کھیلن کو (مودی کو) دے چاند! ہم دنیا سے کشمیر پر کون سی حمایت مانگیں؟ استصواب کروا کر علیحدہ ہوجانے کی؟ مسئلہ کشمیر پر جنگیں لڑتا پاکستان، کیا کہنے لگ گیا؟ دوسری طرف مودی کی مسلط کردہ فوج اور مظالم کے مقابل پاکستانی نوجوان گٹار اٹھا کر، کمر لچکا کر گا گا کر کہہ رہا تھا: انڈیا جا جا کشمیر سے نکل جا، میرے گھر میری جنت سے نکل جا! اس پر طرہ یہ کہ.........ہم آزادی کے متوالے! تاہم یہ ناچ گانے بھری آزادی ہے اور یہ نرے متوالے ہیں۔ کشمیری، گولیوں سنگینوں، پیلٹ گن کے چھروں کی نذر ہوتی آنکھیں لیے پکارتے ہیں.........ہم چھین کے لیں گے آزادی! کیا المیہ ہے کہ پاکستان نظریاتی جہتیں کھو بیٹھا ہے۔ کشمیر سے ہمارا رشتہ ناچ گانے فلموں کا نہیں، ایمان اور اسلام کا ہے۔ آزادی گٹار سے نہیں تلوار/ بندوق کے ذریعے چھین کر لی جاتی ہے۔ ڈاکو غاصب وقابض ہوجائے آپ کے گھر پر تو ناچ گا کر نہیں سرتوڑ کر نکالا جاتا ہے۔

یہ پاکستان کا نظریاتی ایکسرے بھی ہے۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی ناچ ناچ کر مجروح کر دی ہے! شہ رگ سے خون بہہ رہا ہے۔ جس کی لالی میں ڈوب کر عنقریب (14 فروری کو) ویلنٹائن ڈے کے سرخ گلاب لیتے دیتے یومِ فحاشی کو سلامی دی جائے گی۔ اس حال کو پاکستانی نوجوان شناخت گم کردہ جا پہنچا۔ اس کے باوجود عالمی ایجنڈوں کی تکمیل پر کمربستہ بھاری بھرکم سیکولر صاحبان کی اسلام آباد میں منعقدہ کانفرنس پاکستان میں تعلیم کا مزید بیڑا غرق کرنے، جنازہ نکالنے کو تڑپ رہی تھی۔ اے ایچ نیر کا شکوہ ہی یہ تھا کہ ہماری تعلیم نظریاتی ہے.........(اب تو سیکولر نظریہ ہی اصل ہو چکا۔) آزادیٔ کشمیر کے مذکورہ تناظر میں ان تعلیمی ماہرین، محققین کی فرمائشیں ملاحظہ ہوں: نصاب میں سے محمد بن قاسمؒ، محمود غزنویؒ، طارق بن زیادؒ اور صلیبی جنگیں نکال دی جائیں۔ اردو نصاب سے سیرت نبویؐ، اسوۂ حسنہ اور اسلامی ہیروز کا تذکرہ نکالا جائے۔ فلمی گٹاری ہیرو ڈالے جائیں؟ نمونہ عمل وزیر تعلیم شفقت محمود کی اداکارہ بیٹی تارہ کو نئی نسل کی آنکھوں کا تارہ بنا دیا جائے؟

یہ کانفرنس قومی تعلیمی پالیسی میں اقلیتوں کے حقوق کو بھرپور جگہ دینے کو بلائی سجائی گئی تھی۔ 16 جنوری دی نیوز اور 15 جنوری اے پی پی کی رپورٹ میں ان حقوقی کارکنوں کی اقلیتوں کے نام پر سیکولر عالمی ایجنڈے پاکستان پر مسلط کرنے کی دیوانہ وار کوششیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

97 فیصد اکثریت پر 3 فیصد اقلیت کو چہار جانب سے واویلا کار مہیا کرنے والے یہ اکٹھ دیدنی ہیں۔ ایک فیصد عیسائی بقیہ ایک فیصد میں ہندو سکھ پارسی ودیگر اور مزید ایک فیصد قادیانی پوری مسلم اکثریت پر آئے دن 'ریاست مدینہ' کی مالا جپنے والوں کی شہ پر چڑھے چلے آتے ہیں۔ ڈاکٹر یعقوب بنگش مشنری تعلیمی اداروں کی تعریف میں قلابے زمین آسمان کے ملاتے ہوئے، انہیں پاکستان میں دوبارہ اٹھا کھڑا کرنے پر زور دے رہے تھے۔ امریکا، یورپ اپنے تعلیمی نصاب ہمارے علماء سے بنوائیں، ان میں سے اپنے ہیرو، مشاہیر نکال کر صلاح الدین ایوبیؒ، اسامہ بن لادنؒ کو جگہ دیں۔ واشنگٹن، لندن، پیرس میں بڑے بڑے مدارس کھولنے دیں تو سیکولر تعلیمی دلدادگان بھی ہمیں بھاشن دینے کے اہل ہوں گے۔

بہائی بھی متحرک ہو چکے ہیں جبکہ وہ حقیقت میں مرتد میں ہے۔ یہ قادیانیت سے صرف جھوٹے نبی (بہاءاللہ) کے نام کے اعتبار سے مختلف ہے، ورنہ اصلاً یہ بھی ختم نبوت کے انکار پر مبنی شیعیت سے نکلا ہوا مذہب ہے۔ 1840ء میں اسے ایران نے بھی پنپنے نہ دیا، ملک بدر کر دیا۔

گمراہیوں بھری آج کی دنیا میں بہائی مذہب امریکا، افریقہ، جنوبی ایشیا میں اس لیے پھیل رہا ہے کہ اسلام کی شفاف تعلیمات پر پہرے ہیں اور رطب و یابس پیاسی روحوں کا مداوا بن رہا ہے۔ بہاءاللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ خلافت عثمانیہ نے اسے عکا کی جیل میں رکھا۔ بہاءاللہ کا مقبرہ اسرائیل میں ایک اہم زیارت بن چکی ہے۔ یہیں ان کا ہیڈکوارٹر ہے۔ اب بیٹا یورپ امریکا میں اپنے مذہب کی ترویج کے لیے دورے کرتا پھرتا ہے۔

یہ نصاب انہی جیسے ژولیدہ فکر، الجھے بکھرے، نفس کے پجاری سیکولروں کے ریوڑ پیدا کرنے کا اہتمام ہے۔ شہ رگ سے قریب رب تک رسائی نہ ہو۔ سراج منیر ﷺ کی روشنی سے محروم ٹامک ٹوئیے، چمگادڑیں بن جائیں۔

فیض فطرت نے تجھے دیدۂ شاہیں بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہ خفاش

تعلیم جیسا حساس شعبہ جو ہجوم کو قوم بنا سکتا ہے، ایسے کارسازوں کے حوالے کیوں کر رکھا ہے جو سرتاپا مغرب کی غلامی میں ڈوبے، شدید احساس کمتری کے مریض ہیں۔ 73 سال میں یہ اسٹاک ہوم سنڈروم (نفسیاتی بیماری جس میں قیدی غلام، قید کرنے والے کی محبت کا اسیر ہوجاتا ہے) سے نہیں نکل پائے۔ برطانیہ کی ذہنی غلامی سے نکل کر امریکا کی اسیری میں چلے گئے۔ ان کے لیے اقبال نے کہا تھا:

بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حر کی آنکھ ہے بینا!

ان غلاموں کے حوالے سے بھی جو ناچ گا بجا کر کشمیر آزاد کروانے چلے ہیں، اقبال نے فارسی کلام میں کہا: 'اس کا ساز آبادیوں کو موت کی نیند سلا دیتا ہے۔ اس لیے غلام کے نغمۂ موت سے دور رہ اور اپنے آپ کو تباہ ہونے سے بچالے'۔

گزشتہ 20 سال کی غلامانہ نصابی تبدیلیوں کا حاصل یہ موجودہ کھیپ ہے گتاریوں کی۔ اسے اور کن پاتالوں تک پہنچانے کے درپے ہیں؟ اقلیتوں کا نام لے کر ہر وقت پاکستان کے ناک میں دم کرنے والے بعض اوقات سیدنا عمرؓ کے اسوہ سے ذمیوں کے حقوق کی مثالیں بھی لے کر آتے ہیں۔ زمین اور آسمان کا فرق ہے، آخرت میں اللہ کے حضور جوابدہی سے لرزتے خلیفہ ثانی کا ان کے حقوق کی ادائی کی فکر میں گھلنے اور سیکولر، این جی اوز کے پروردہ ڈالر، یورو پرست دلدادگانِ مغرب کے مابین۔ پورا پاکستان، تحریک انصاف کی حکمرانی میں اسلام سے منہ موڑے بگٹٹ دوڑ رہا ہے۔ ایسے میں ایک مرتبہ پھر قوم کے لیے ڈھول جھونکی بیان ملاحظہ ہو، وزیر اعظم نے فرمایا: 'پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے، افسوس ہم منزل سے ہٹ گئے.........ہم مدینہ کی ریاست کے اصولوں پر چلیں گے۔' یا قوم کو دیوانہ سمجھ رکھا ہے یا خود کسی لہر میں ہیں.........واللہ اعلم! پہلے کشمیر آزاد کرنے چلے، اب ناچتے گاتوں کی قادیانی نواز ریاست مدینہ بن چلی۔ اللہ ہمارے اور ان کے حال پر رحم فرمائے، آمین۔

❁❁❁

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی شمالی سرجانی ٹاؤن کے نقیب، احتشام الحق صدیقی کا انتقال ہوگیا

برائے تعزیت: 0333-2578822

☆ مقامی تنظیم گوجرخان کے ملتزم رفیق طارق پرویز کی والدہ محترمہ وفات پاگئیں۔

☆ ناظم دعوت حلقہ فیصل آباد محمد فاروق نذیر اور مقامی امیر فیصل آباد شمالی عبدالرؤف نذیر کے والد کا انتقال ہوگیا۔

برائے تعزیت: 0300-7997861

☆ محمد علی نور ملتزم رفیق فیڈرل بی ایریا (حلقہ کراچی شمالی) کی ہمشیرہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ برائے تعزیت: 0307-8759009

☆ امیر حلقہ فیصل آباد کی ماموں زاد بہن لاہور میں انتقال فرماگئیں۔

برائے تعزیت: 0300-72223010

☆ مقامی تنظیم جھنگ میں نقیب اسرہ محمد اعظم سیال کی بیٹی انتقال فرماگئیں۔

برائے تعزیت: 0334-6564066

☆ مقامی تنظیم لطیف آباد کے امیر محمد عارف خان کے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے۔

برائے تعزیت: 0333-2738930

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

❁❁❁

خصوصی رپورٹ

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام اسرائیل نامنظور مظاہرہ

امیر تنظیم اسلامی کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے راقم نے اس ضمن میں مشاورت کی اور اس سلسلے میں 6000 ہنڈ بلز، امیر محترم کا خط برائے علماء کرام 500، بینرز 35 اور 120 ٹی بورڈز و رکشہ فلیکس چھپوائے گئے ہیں۔ مقامی تنظیم پشاور صدر نے فوارہ چوک میں ایک احتجاجی کیمپ لگایا۔ ناظم کیمپ کی ذمہ داری امیر مقامی تنظیم پشاور صدر محترم یاسر حلیم نے ادا کی۔ اس کیمپ کا آغاز صبح 9 بجے کیا گیا اور نمازِ جمعہ سے قبل 12:30 بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس کیمپ میں 4 ملتزم رفقاء اور 4 مبتدی رفقاء نے حصہ لیا۔ فوارہ چوک میں چاروں اطراف میں بینرز آویزاں کیے گئے تھے اور اس دوران راہ گیروں اور دوکانداروں میں ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ ہنڈ بلز کی تقسیم کے دوران راہ گیروں سے اس ضمن میں گفتگو کی گئی اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔ اس کے علاوہ رفقاء نے وفود کی صورت میں علاقے کی مساجد میں جا کر علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں اور انہیں امیر محترم کا خط پہنچایا اور انہیں اسرائیل نامنظور کے موضوع کو خطابِ جمعہ کا حصہ بنانے کے لیے درخواست کی۔

مقامی تنظیم پشاور شہر کے رفقاء نے 24 جنوری 2021ء کو ہشتنگری چوک میں ایک احتجاجی کیمپ کا انعقاد کیا۔ ناظم کیمپ کی ذمہ داری امیر مقامی تنظیم پشاور شہر محترم مجاہد نسیم نے ادا کی۔ یہ کیمپ صبح 10:30 بجے شروع ہوا۔ اس کیمپ میں 7 ملتزم رفقاء 8 مبتدی رفقاء اور ایک حبیب نے حصہ لیا۔ ہشتنگری چوک کے چاروں اطراف میں بینرز آویزاں کیے گئے تھے اور اس دوران راہ گیروں کے علاوہ دوکانداروں میں بھی ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ ہنڈ بلز کی تقسیم کے دوران راہ گیروں اور دوکانداروں کو اسرائیل مہم کے بارے میں معلومات فراہم کرتے رہے اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے رہے۔ اس موقع پر ساؤنڈ سسٹم بھی لگایا گیا تھا اور بانی محترمؒ کا اسرائیل کے متعلق بیان سنایا گیا، عوام نے اس میں گہری دلچسپی ظاہر کی اور سراہا۔

دن پونے بارہ بجے پولیس سٹیشن ہشتنگری کا عملہ ایک سب انسپکٹر کی سربراہی میں پہنچا اور رفقاءِ تنظیم سے سوال کیا کہ کیا آپ لوگوں کے پاس یہاں پر کیمپ لگانے کے لیے کوئی اجازت نامہ ہے؟ پولیس والوں نے کہا کہ ہم آپ لوگوں کے حمایتی ہیں لیکن ہمیں اوپر سے آرڈر ملا ہے کہ یہ کیمپ فی الفور بند کرایا جائے۔ لہٰذا آپ ہمارے ساتھ اس معاملے میں تعاون کریں۔ جس پر امیر مقامی تنظیم محترم مجاہد نسیم نے پولیس والوں کو کہا کہ مجھے تھوڑی سی مہلت چاہئے تاکہ اپنے بڑوں سے بات کر سکوں۔ مجاہد نسیم نے راقم کو بذریعہ فون اطلاع دی اور ساری صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ مجاہد نسیم نے کہا کہ ہم نے اپنی پوری کوشش کی کہ پولیس والوں کو قائل کیا جاسکے لیکن وہ یہی کہہ رہے تھے کہ ہمیں اوپر سے آرڈر ہیں، ہم مجبور ہیں۔ جس پر راقم نے کیمپ ختم کرنے کے لیے کہا۔ پولیس والوں کے ساتھ گفت وشنید جاری تھی، اس طرح ظہر کے 12:30 بج گئے اور کیمپ کے لیے اتنا ہی وقت دیا جانا تھا۔ چنانچہ 12:30 پر کیمپ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی وناصر ہو۔ (محمد شمیم خٹک، امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

Israel appoints general to attack ICC probe into its war crimes!

Will the new ICC chief prosecutor-elect, Karim Asad Ahmed Khan, be able to withstand Western-Zionist pressure to continue with investigation into Israeli war crimes against the Palestinians?

As a military garrison state, Israel's response to the potential probe by the International Criminal Court (ICC) into war crimes charges is to launch a multipronged attack against the court.

In addition to sending secret directives to its embassies to frustrate ICC's formal investigation, Tel Aviv also plans to ask several Western regimes to put pressure on the international legal body not to proceed. This was revealed by Al-Watan Voice, quoting the Israeli website, Walla!

Many Western regimes, including the US and Canada, have already officially sided with Israel parroting the old line that the court has no authority to investigate Israeli war crimes! Their argument is that Israel is not a member of the ICC and has not ratified the Rome Statute, and that Palestine is not a "State".

In its 60-page, two-to-one decision, the court ruled that "Palestine qualifies as 'the State on the territory of which the conduct in question occurred'," and that "the Court's territorial jurisdiction in the Situation in Palestine extends to the territories occupied by Israel since 1967, namely Gaza and the West Bank, including East Jerusalem."

The ruling further stated it was "not persuaded by the argument that '[r]ulings on territorial jurisdiction necessarily impair a suspect/accused's right to challenge' jurisdiction under" the Rome Statute.

The most interesting—and revealing—part of Israel's plan is the appointment of an Israeli general to lead the counter-attack to block the ICC investigation. Israel Hayom, the Israeli newspaper owned by the late American gambling czar Sheldon Adelson, was quoted by Anadolu wire service as saying the army had appointed Major General Itai Veru "to coordinate all aspects of the legal battle against the International Criminal Court (ICC)".

It appears as if Israel treats every problem as a military threat, hence its immediate resort to military means. What would General Veru do: order Israeli commandos to attack the ICC in The Hague and prevent the prosecution from investigating Israeli war crimes? While putting on a brave face in public—in addition to resorting to the old canard that any criticism of Israel is based on 'anti-Semitism'—Zionist rulers are clearly worried.

The three-member panel of judges of the International Criminal Court (ICC) had ruled February 5 that the court has jurisdiction over war crimes and atrocities committed by Israel in the occupied Palestinian territories. The panel comprised Marc Perrin de Brichambaut of France and Reine Adélaïde Sophie Alapini-Gansou of Benin who represented the majority opinion of the pretrial chamber. The third judge, Péter Kovács of Hungary, wrote the dissenting opinion.

The ICC investigation, if it proceeds, will focus on Israel's war crimes in Gaza during its assault on the enclave in July 2014 when the Israeli army bombed apartment buildings, houses, schools and even hospitals killing some 2,200 civilians. Children playing on the beach were also attacked and murdered.

Should the court proceed and find Israeli military and political leaders guilty of war crimes, they would face arrest if they traveled to certain countries. It is now up to the new ICC chief prosecutor-elect, Karim Asad Ahmed Khan, a British lawyer of Pakistani origin, to throw down the gauntlet.

<u>Note</u>: ***Compiled by the Nida-e-Khilafat Team***

Vol: 30 Regd. No. C.P.L NO.114 No. 07

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore